ماہنامہ

نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

7 شعبان، رمضان المبارک 1434ھ • جولائی 2013ء

امیر المؤمنین خلیفۂ راشد

سیدنا علی رضی اللہ عنہ

(فضائل ومناقب، سیرت وکردار)

- رمضان شریف کے احکام وفضائل
- پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ
- احمد یوسف قتل کیس
- گڈ اور بیڈ کا پروپیگنڈا

روہنگیا مسلمانوں کا جرم؟

بیاد مجدد بنی ہاشم سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ ـــــ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمتہ اللہ علیہ

مدرسہ معمورہ

بانی: سیّد عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ
قائم شدہ: 28 نومبر 1961ء

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

خصوصیات

★ الحمدللہ مدرسہ معمورہ اپنے تعلیمی وفکری سفر میں ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہے
★ حفظ وناظرہ قرآن اور درسِ نظامی میں درجہ متوسطہ سے مشکوٰۃ شریف تک داخلے
★ دارالافتاء کا قیام ★ صرف ونحو کا، ماہر اساتذہ کی نگرانی میں اجراء
★ علمی، فکری، اخلاقی اور روحانی تربیت ★ تقریر وتحریر کی تربیت ★ دارالمطالعہ کی سہولت
★ ماہانہ مجلس ذکر ★ سالانہ ختم نبوت کورس ★ طالبات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ وناظرہ قرآن، درسِ نظامی اور پرائمری، مڈل شعبوں میں تعلیم جاری ہے

تعمیری منصوبے

● وسیع بیسمنٹ ہال ● دارالقرآن ● دارالحدیث ● دارالمطالعہ

اور دارالاقامہ کے لیے 24 کمروں پر مشتمل دو منزلہ عمارت کی تعمیر شروع کی جارہی ہے۔
تخمینہ لاگت بیسمنٹ ہال (20,00,000) بیس لاکھ روپے، لاگت فی کمرہ چار لاکھ روپے ہے
تخمینہ لاگت درس گاہیں، ہاسٹل، لائبریری، مطبخ (1,00,00,000) ایک کروڑ روپے
صدقہ جاریہ میں حصہ لیں اور نقد وسامان تعمیر دونوں صورتوں میں تعاون فرما کر اجر حاصل کریں۔
نیز طلباء کی ضروریات کے لیے زکوٰۃ وعشر، صدقات اور عطیات سے تعاون فرمائیں۔

ترسیلِ زر:
بذریعہ بینک: چیک یا ڈرافٹ بنام سید محمد کفیل بخاری مدرسہ معمورہ
کرنٹ اکاؤنٹ نمبر 2-3017 یو بی ایل کچہری روڈ ملتان
بذریعہ آن لائن: 2-3017-010 بینک کوڈ: 0165

رابطہ:
061 - 4511961
0300-6326621
majlisahrar@yahoo.com
majlisahrar@hotmail.com

الداعی الی الخیر
ابن امیر شریعت سید عطاء المہیمن بخاری
مہتمم مدرسہ معمورہ ملتان

ماہنامہ نقیبِ ختمِ نبوت ملتان

بیاد: سید الاحرار حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ

بانی: ابن امیر شریعت سید عطاء المحسن بخاری رحمۃ اللہ علیہ

جلد 24 شمارہ 7 شعبان/رمضان 1434ھ — جولائی 2013ء

Regd.M.NO.32, I.S.S.N.1811-5411

تشکیل

دل کی بات:	پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ	مدیر	2
شذرات:	قادیانی جماعت کو جرمنی میں قانونی حیثیت دے دی گئی احرار سے تعاون فرمائیے	عبداللطیف خالد چیمہ	4
دین و دانش:	امیر المومنین خلیفۂ راشد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ (فضائل و مناقب، سیرت و کردار)	امام اہل سنت مولانا سید ابو معاویہ ابو ذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ	8
//	خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ	24
//	رمضان شریف کے احکام و فضائل	مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ	26
ادبیات:	نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ علیہ	31
//	منقبت در مدح خلیفۃ الرسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	محمد سلمان قریشی	32
//	ماہِ صیام……خیر مقدم	ساغر صدیقی	33
افکار:	یہ راستے کدھر جاتے ہیں؟	ابوطلحہ عثمان ایم اے	34
//	گڈ اور بیڈ کا پروپیگنڈا	مولانا سہیل باوا (لندن)	36
//	روہنگیا مسلمانوں کا جرم؟	ابو عمار زاہد الراشدی	38
آپ بیتی:	ورق ورق زندگی (قسط: ۲۶)	پروفیسر خالد شبیر احمد	41
مطالعہ قادیانیت	احمد یوسف قتل کیس	سیف اللہ خالد	48
	قادیانیوں نے الجزائر کو ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا	علی بلال	51
حسنِ انتقاد:	تبصرۂ کتب	مبصر: حفیظ الرحمٰن طاہر	53
اخبار الاحرار:	مجلس احرار اسلام پاکستان کی سرگرمیاں	ادارہ	55
ترحیم:	مسافرانِ آخرت	ادارہ	61
	نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ	مولانا اعجاز احمد صمدانی	63

فیضانِ نظر
حضرت مولانا خواجہ خان محمد رحمۃ اللہ علیہ

زیرِ سرپرستی
ابن امیر شریعت حضرت پیرجی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم

مدیر مسئول
سید محمد کفیل بخاری
kafeel.bukhari@gmail.com

رفقائے فکر
عبداللطیف خالد چیمہ • پروفیسر خالد شبیر احمد
مولانا محمد مغیرہ • محمد عمر فاروق
قاری محمد یوسف احرار • میاں محمد اویس
سید صبیح الحسن ہمدانی
sabeeh.hamdani@gmail.com
سید عطاء المنان بخاری
atabukhari@gmail.com

تزئین
محمد نعمان سنجرانی
nomansanjrani@gmail.com

سرکولیشن نمبر
محمد یوسف شاد 0300-7345095

زرِ تعاون سالانہ
اندرون ملک —— 200/- روپے
بیرون ملک —— 4000/- روپے
فی شمارہ —— 20/- روپے

ترسیل زر بنام: ماہنامہ نقیب ختم نبوت
بذریعہ آن لائن اکاؤنٹ نمبر: 1-5278-100
بینک کوڈ 0278 یو بی ایل ایم ڈی اے چوک ملتان

رابطہ

دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

www.ahrar.org.pk
www.alakhir.com
majlisahrar@hotmail.com
majlisahrar@yahoo.com

تحریکِ تحفظِ ختمِ نبوۃ شعبۂ تبلیغ مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

مقامِ اشاعت: دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان ناشر: سید محمد کفیل بخاری طابع: تشکیل نو پرنٹرز

Dar-e-Bani Hashim, Mehrban Colony, Multan.(Pakistan)

دل کی بات

مدیر

پرویز مشرف پر غداری کا مقدمہ

وزیرِاعظم نواز شریف نے قومی اسمبلی میں سابق ڈکٹیٹر جنرل پرویز مشرف کے خلاف 1973ء کے آئین کے آرٹیکل 6 کے تحت غداری کا مقدمہ چلانے کا اعلان کیا تو مسلم لیگ (ن)، پیپلز پارٹی، تحریک انصاف اور دیگر پارٹیوں کے ارکان نے بھی متفقہ طور پر اس فیصلے کی حمایت کا اعلان کیا۔ حمایت کرنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل تھے جنھوں نے مسٹر پرویز کے دورِ اقتدار میں ان کا ساتھ دے کر خوب مفادات اٹھائے تھے۔ بہ ظاہر یہ صورت حال بڑی حوصلہ افزا، خوش آئند اور اطمینان بخش ہے کہ ایک قومی مجرم کو پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ انصاف کے کٹہرے میں لاکر آئین و قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا جارہا ہے۔ لیکن ساتھ ہی بعض ارکانِ اسمبلی نے مقدمے کی ہیئت اور ٹرائل کے طریقۂ کار پر بحث شروع کردی۔ ارکانِ حکومت کا مؤقف ہے کہ جنرل پرویز مشرف نے اگرچہ دو مرتبہ آئین توڑا مگر ہم صرف 3/ نومبر 2007ء کے ایمرجنسی والے حکم کی بنیاد پر مقدمہ چلائیں گے۔ صرف اس شخص کے خلاف کارروائی کرنا چاہتے ہیں جس کے حکم سے آئین کو معطل کیا گیا۔ دیگر معاملات شامل کرنے سے پنڈورا بکس کھل جائے گا۔ قائدحزبِ اختلاف اور پیپلز پارٹی کے پارلیمانی لیڈر خورشید شاہ 12/ اکتوبر 1999ء کے اقدام سے کارروائی چاہتے ہیں جبکہ پی پی پی کے امین فہیم نے جولائی 1977ء میں ضیاء الحق کے مارشل لاء سے ٹرائل کا مطالبہ کردیا ہے۔ مولانا فضل الرحمٰن کا کہنا ہے کہ مقدمہ چلانے سے انکار نہیں لیکن طریقہ کار پر بحث ہونی چاہیے۔ سابق آرمی چیف جنرل (ر) اسلم بیگ کا کہنا ہے کہ عدالت خود متنازعہ ہے وہ یہ مقدمہ نہ سنے۔ بعض دانشور دور کی کوڑی لائے کہ تمام آمروں کا ٹرائل ہونا چاہیے، جنرل ایوب خان اور جنرل یحییٰ خان کا بھی ٹرائل کرکے انہیں سزا دی جائے۔ اس صورت حال میں بلی کو گھنٹی کون باندھے گا، مقدمہ کون سنے گا، انصاف کیسے ہوگا، سزا کس کو ملے گی اور اس فیصلے کی جرأت کون کرے گا؟ مقدمہ تو ابھی چلا نہیں لیکن مفروضے، خدشات اور سوالات اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

مسٹر پرویز مشرف نے ایک بین الاقوامی ڈیل کے تحت ''این آر او'' کے ذریعے مجرموں کو معاف کیا اور انہیں اقتدار منتقل کردیا۔ انہیں گارڈ آف آنر پیش کیا گیا اور وہ سلامی لے کر اقتدار سے سبکدوش ہوگئے۔ وہ خود بھی بہت سیانے تھے، کسی ''سیانے'' نے انہیں ملک سے باہر جانے کا مشورہ دیا اور وہ چلے گئے۔ پھر انہیں تقدیر وطن واپس لے آئی تا آنکہ انہیں یہ دن بھی دیکھنے نصیب ہوئے کہ وہ اپنے ہی فارم ہاؤس میں قید کردیے گئے۔ اُن کے دورِ حکومت میں پیپلز پارٹی کی

چیئرپرسن بے نظیر بھٹو قتل ہوئی، لیکن پیپلز پارٹی نے اپنے پانچ سالہ دورِ حکومت میں نہ تو اپنی بی بی کے قاتل پکڑے اور نہ مقدمہ قتل کا کوئی نتیجہ نکلا۔ غیر ملکی تحقیقاتی ٹیم کو بلا کر قومی خزانے کے کروڑوں روپے برباد کیے لیکن نتیجہ لاحاصل۔ اسی ڈیل کے تحت آصف علی زرداری، ق لیگ اور ن لیگ دونوں کے ووٹوں سے صدر بنے۔ اور اسی ڈیل کے تحت پیپلز پارٹی نے جنرل پرویز مشرف کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی اور اب سارا ملبہ نواز شریف پر ڈال کر تماشا دیکھنے میں مصروف ہیں۔ اگر غداری کے مقدمے کو صحیح طریقے سے چلایا جائے تو دونوں جانب کے سیاست دان بھی ٹرائل کا حصہ بنتے ہیں۔ اس لیے بہ ظاہر ایسا محسوس ہوتا ہے کہ شاید کچھ بھی نہ ہو، قوم کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ یہ ''بلی اور چوہے'' کا کھیل ہے یا ''بندر اور سانپ کا''۔ حکمرانوں اور سیاست دانوں سے گزارش ہے کہ وہ اس کیس کو پوری سنجیدگی اور دیانت کے ساتھ چلائیں، انصاف کے تمام تقاضے پورے کریں۔ ایک قومی مجرم کو سزا دینے کا یہ پہلا اور آخری موقع ہے، ایک آمر بھی اگر کیفرِ کردار تک پہنچ گیا تو آئندہ آئین توڑنے کی کسی کو جرأت نہ ہوگی۔

نواز شریف حکومت نے نیا بجٹ پیش کر دیا ہے۔ توقع کی جارہی تھی کہ غریب اور متوسط طبقے کو ریلیف دیا جائے گا، لیکن سب کچھ اس کے برعکس ہوا۔ لوڈ شیڈنگ کے خاتمے کی سونے کی چڑیا دکھا کر بجلی کے نرخ مزید بڑھا دیے گئے اور مسلسل بڑھائے جارہے ہیں۔ بجلی کے بلوں کی ادائیگی عوام کی استطاعت سے باہر ہوگئی ہے، سی این جی سٹیشن بند کر دیے گئے ہیں، صنعت برباد ہوگئی ہے۔ اربوں روپے کی سرمایہ کاری تباہ ہو کر رہ گئی ہے، پٹرول اور گیس کی قیمتوں میں اضافے نے ہر چیز مہنگی کر دی ہے۔ اِن بحرانوں سے نکلنے کے لیے غریب عوام کو ٹیکسوں کے ظالمانہ بوجھ تلے دبا دیا گیا ہے۔ اشیاءِ خوردنی کے نرخ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔

نیا بجٹ الفاظ کی ہیرا پھیری، جمع تفریق کا شاطرانہ کھیل اور اسحٰق ڈار کی عیارانہ ذہانت کا شاخسانہ ہے۔ جس میں عوام کو کچھ نہیں ملا۔ ہم ان سطور کے ذریعے وزیر اعظم نواز شریف کو اُن کا اپنا بیان یاد دلا رہے ہیں کہ:

''اگر ہم نے لوڈ شیڈنگ، مہنگائی اور دیگر عوامی مسائل حل نہ کیے تو ہمارا انجام پیپلز پارٹی سے بھی برا ہوگا۔''

نواز شریف کے لئے ملک نیا ہے نہ اقتدار، عوام نئے ہیں نہ مسائل، وہ فیصلہ کرلیں تو اِن مسائل کو بخوبی حل کر سکتے ہیں۔ ان کے پاس عددی اکثریت بھی ہے اور ماہرین بھی۔ اسلام کے نام پر نہ تو انہیں ووٹ ملا، نہ ہی نفاذِ اسلام اُن کا پارٹی منشور ہے۔ کم از کم ملک کے انتظامی مسائل ہی حل کرلیں تو یہ بھی ملک وقوم کی بڑی خدمت ہوگی۔

☆......☆......☆

عبداللطیف خالد چیمہ

قادیانی جماعت کو جرمنی میں قانونی حیثیت دے دی گئی

روزنامہ ''جنگ'' لندن (۷؍ جون 2013ء) میں شائع ہونے والی ایک خبر کے مطابق ''جرمنی کی وفاقی ریاست ہیسن میں قادیانی جماعت (جماعت احمدیہ) کو عیسائی کلیساؤں اور یہودی تنظیموں کی طرح ریاستی قانون کے تحت قائم ادارہ کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے۔ اخبار لکھتا ہے کہ ملک میں عیسائی کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیساؤں اور یہودیوں کی چند تنظیموں سمیت 80 سے زیادہ مذہبی اداروں کو جن میں ایران کا بہائی مذہب بھی شامل ہے یہ حیثیت حاصل ہے۔ اخبار کے مطابق وفاقی ریاست ہیسن میں جہاں جرمنی میں آباد جماعت احمدیہ کے پیروکاروں کی اکثریت مقیم بتائی جاتی ہے۔ جماعت کو ایک پبلک کارپوریٹ کی حیثیت سے اپنے ارکان سے ٹیکس وصول کرنے، اپنے ملازمین کے برابر درجہ دینے اور عبادت گاہیں قائم کرنے جیسے قانونی حقوق حاصل ہوگئے ہیں۔'' قادیانیوں کی بین الاقوامی سطح پر سرگرمیوں کی ایک جھلک مذکورہ خبر میں دیکھی جاسکتی ہے 26؍اپریل 1984ء کو امتناعِ قادیانیت آرڈیننس کے اجراء و نفاذ کے بعد قادیانیوں کو اسلامی شعائر استعمال کرنے سے قانوناً روک دیا گیا تو پاکستان میں قادیانیوں نے اِس قانون کو تسلیم کرنے کی بجائے اس کے خلاف ایک مہم شروع کی اور دستور میں اپنی آئینی حیثیت ماننے سے انکاری رہے، قادیانی جماعت نے ایک مہم کے طور پر امریکہ و کینیڈا اور مختلف یورپی ممالک میں سیاسی پناہ حاصل کی اور سراسر فرضی و جعلی مقدمات اور ایف آئی آرز کا سہارا لے کر پاکستان کو بدنام کرنے پر لگے رہے۔ اِسی اثنا میں جرمنی میں ہزاروں قادیانی پہنچے اور اسلام و وطن عزیز کے خلاف مسلسل زہر اُگل رہے ہیں، المیہ یہ ہے کہ وہ اپنے کفر کو اسلام کا نام دیتے ہیں اور اسلام اور مسلمانوں کا ٹائٹل استعمال کر کے پوری دنیا کو دھوکہ دے رہے ہیں اِسی طرح وہ بیرون ممالک بعض اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی کرنے میں بھی کامیاب ہوجاتے ہیں۔

دوسرا پہلو یہ ہے کہ جرمنی میں مجلس احرار اسلام سمیت مسلمانوں کی پانچ تنظیموں نے اِس بات پر حیرت کا اظہار کیا ہے کہ جرمنی کی اسلامی رابطہ کونسل میں شامل دو بڑی تنظیمیں دس سال سے زائد عرصہ سے ریاستی طور پر تسلیم کیے جانے کے لیے دی گئیں درخواستوں پر فیصلوں کا انتظار کر رہی ہیں۔ اسلامی رابطہ کمیٹی کونسل نے ایک بیان میں جماعت احمدیہ کو ریاستی سطح پر تسلیم کیے جانے پر شدید تحفظات کا اظہار کیا ہے۔ جبکہ مجلس احرارِ اسلام جرمنی کے امیر سید منیر احمد شاہ بخاری نے کہا ہے کہ دنیا بھر کے مسلمان اسے اسلام نہیں قادیانیت قرار دیتے ہیں اور عقیدۂ ختم نبوت پر اختلاف ایک بنیادی اختلاف ہے جس کی وجہ سے قادیانی ملت اسلامیہ سے الگ ہوگئے تھے۔

ہمارے خیال میں یہ صورتحال تمام دینی حلقوں کے لیے لمحۂ فکریہ ہے اور ہم اِس محاذ کے اہلِ فکر و دانش کو اِسی جانب متوجہ کرانا چاہیں گے کہ وہ صورتحال کی سنگینی کا ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ جائزہ لیں اور دیکھیں کہ بین الاقوامی سیکولر لابیوں اور پاکستان کے مقتدر حلقوں میں قادیانی اثر و نفوذ کی ریشو (تناسب) کہاں تک ہے؟ ہم اپنے ہی ماحول اور مخصوص دائرے میں جو کام کر رہے ہیں، اس کی ضرورت سے ہرگز انکار نہیں لیکن بین الاقوامی سطح پر لابنگ اور ذہن سازی کن مورچوں میں بیٹھ کر ہو رہی ہے اور ہماری نظریاتی شناخت کو کس طرح منہدم کیا جا رہا ہے، بہرحال ہمیں داخلی ماحول کی سطح سے نکل کر بین الاقوامی سطح پر سوچنے اور عملی اقدامات کی طرف بڑھنے کی ضرورت ہے۔ صدر آصف علی زرداری نے پارلیمان کے مشترکہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے ناموس رسالت قانون کے غلط استعمال کو روکنے کے حوالے سے بات کی (/www.bbc.co.uk/urdu 9/ جون 2013ء) وہ اس بہانے کیا کہنا چاہتے ہیں سب کے علم میں ہے۔ افسوس کہ کسی سیاسی یا مذہبی رہنما نے اس کا نوٹس نہ لیا۔ 25۔ جون 2013ء کو بیلجیم کے دارالحکومت برسلز میں عیسائی رہنماؤں کے ایک ہنگامی اجلاس میں بھی پاکستانی آئین کی دفعہ 295۔سی کو ہدفِ تنقید بنایا گیا اور ورلڈ کونسل آف چرچز کے سرکردہ رہنماؤں کے علاوہ صدر ورلڈ کونسل آف چرچز پاکستان بشپ سموئیل عزاریہ نے پاکستانی آئین کی اسلامی دفعات کو ختم کرنے پر بات کی۔ مرزا مسرور احمد اور قادیانی چینل (M.T.A) لندن سے اِن قوانین پر عالمِ کفر کا حق نمک ادا کر رہا ہے۔ 20/ جون 2013ء کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں اُس وقت ہنگامہ کھڑا ہو گیا جب مردان سے تحریک انصاف کے رکن قومی اسمبلی مجاہد علی خان نے اچانک عاشق رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) غازی ممتاز قادری کی رہائی کا مطالبہ کر دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ ابھی کچھ لوگ باقی ہیں جہاں میں! پیپلز پارٹی کو تو یہ مطالبہ بُرا لگنا ہی تھا چنانچہ بجٹ اجلاس کے موقع پر اس غیر متوقع اور اچانک مطالبے پر پیپلز پارٹی نے خوب شور مچایا افسوس تو اس بات پر ہے کہ خود تحریک انصاف کے کراچی سے رکن قومی اسمبلی عارف علوی نے اُسی اجلاس میں وضاحت کر دی کہ مجاہد علی خان نے جو کچھ کہا، یہ ان کے ذاتی خیالات ہیں اور پارٹی پالیسی سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ مستزاد یہ کہ تحریک انصاف کی رہنما شیری مزاری نے بھی اِسے پارٹی پالیسی کے برعکس قرار دیا (روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور 21/ جون 2013ء)

صورتحال کو دن بدن گھمبیر کیا جا رہا ہے اور سودی معیشت کے ذریعے عالمی طاقتیں اپنی پالیسیاں آگے بڑھا رہی ہیں۔ ایسے میں پاکستانی حکمرانوں کے لیے ضروری ہے کہ ملک کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کے دفاع کے لیے خلوصِ نیت سے آگے بڑھنے کی کوشش کریں، یہاں ہم تیسری مرتبہ منتخب ہونے والے وزیر اعظم نواز شریف کو ان کا وہ حلف یاد دلانا چاہتے ہیں جو انہوں نے گزشتہ ماہ اپنا منصب سنبھالتے وقت اٹھایا ہے، حلف کا متن اِس طرح تھا:

''میں محمد نواز شریف صدق دل سے حلف اٹھاتا ہوں کہ میں مسلمان ہوں اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور توحید، کتب الٰہیہ جن میں قرآن پاک آخری کتاب ہے، نبیوں جن میں حضرت محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) آخری نبی ہیں اوران کے بعد کوئی نبی نہیں، روز قیامت اور قرآن وسنت کے تمام تقاضوں اور تعلیم پر ایمان رکھتا ہوں۔ یہ کہ میں خلوص نیت سے پاکستان کا حامی اور وفادار رہوں گا۔ یہ کہ میں بحیثیت وزیراعظم پاکستان اپنے فرائض منصبی ایمانداری، اپنی انتہائی صلاحیت اور وفاداری کے ساتھ، اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور اور قانون کے مطابق اور ہمیشہ پاکستان کی خودمختاری، سالمیت، استحکام، بہبودی اور خوشحالی کی خاطر انجام دوں گا۔ یہ کہ میں اسلامی نظریہ کو برقرار رکھنے کے لیے کوشاں رہوں گا جو قیام پاکستان کی بنیاد ہے۔ یہ کہ میں اپنے ذاتی مفاد کو اپنے سرکاری کام یا اپنے سرکاری فیصلوں پر اثر انداز نہیں ہونے دوں گا۔ یہ کہ میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کو برقرار رکھوں گا اور اس کا تحفظ اور دفاع کروں گا اور یہ کہ میں ہر حالت میں، ہر قسم کے لوگوں کے ساتھ، بلاخوف ورعایت اور بلارغبت وعناد، قانون کے مطابق انصاف کروں گا اور یہ کہ میں کسی شخص کو بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی ایسے معاملے کی نہ اطلاع دوں گا نہ اسے ظاہر کروں گا جو بحیثیت وزیراعظم پاکستان میرے سامنے غور کے لیے پیش کیا جائے گا یا میرے علم میں آئے گا بجز اس کے کہ بحیثیت وزیراعظم اپنے فرائض کی کماحقہ انجام دہی کے لیے ایسا کرنا ضروری ہو، اللہ تعالیٰ میری مدد اور رہنمائی فرمائے، آمین۔''

(روزنامہ ''نوائے وقت'' لاہور 6/جون 2013ء) ہماری رائے میں اگر وزیراعظم موصوف اپنے حلف کی حقیقی پاسداری کریں تو بیشتر مسائل حل ہوسکتے ہیں، ان شاء اللہ تعالیٰ

اتنی تفصیل سے لکھنے کا مقصد دینی حلقوں اور تحفظ ختم نبوت کی قابل احترام جماعتوں، اداروں اور شخصیات کو بیدار کرنا ہے کہ قادیانیوں کی کمین گاہوں کی سرپرستی میں ملک کے اندر اور بیرون ممالک قادیانیوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیاں ملت اسلامیہ کے تشخص اور پاکستان کی نظریاتی شناخت کے لئے مسلسل خطرے کا الارم ہیں۔ الحمد للہ عالمی مجلس احرار اسلام جرمنی نے امیر جماعت سید منیر احمد شاہ بخاری کی قیادت میں فرینکفرٹ کے پاکستانی قونصلیٹ سے مل کر صورتِ حال سے آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ انہوں نے جرمن پارلیمنٹ کی اپوزیشن جماعت LINKE کی ایک رہنما ثمینہ خان کو بھی حقائق سے آگاہ کیا ہے۔ اطلاعات یہ ہیں کہ برلن کا پاکستانی سفارت خانہ نہ صرف یہ کہ اِس صورتحال سے صرفِ نظر کیے ہوئے ہے، بلکہ بعض اطلاعات کے مطابق اعلیٰ سفارتی عملے میں قادیانی شامل ہیں اور بعض حضرات تو سفیرِ پاکستان کو بھی شک کی نگاہ سے دیکھتے ہیں، وزارت خارجہ کو صورتحال کا نوٹس لے کر مناسب اقدامات بھی کرنے چاہیں اور جرمنی میں پاکستان کو بدنام کرنے میں ملوث قادیانی جماعت کی سرگرمیوں کا نوٹس لے کر تدارک بھی کرنا چاہیے۔

احرار سے تعاون فرمائیے

مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور اس کا شعبہ تبلیغ تحفظِ ختم نبوت قیام ملک سے بہت پہلے سے دینی جدوجہد خصوصاً تحفظ ختمِ نبوت کے محاذ پر کام کر رہا ہے، قائد احرار ابن امیر شریعت حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم کی دعاؤں اور سرپرستی میں لاہور اور ملتان میں جماعت کے مرکزی دفاتر قائم اور متحرک ہیں، جبکہ چناب نگر سمیت ملک بھر میں مدارس و مساجد اور دفاتر کا ایک نیٹ ورک قائم ہے، مدرسہ معمورہ لاہور میں حفظ قرآن کا مضبوط سلسلہ جاری ہے۔ مدرسہ معمورہ ملتان میں حفظ قرآن اور درس نظامی جبکہ بنات کے لیے جامعہ بستانِ عائشہ میں حفظ و ناظرہ قرآن کریم، پرائمری اور درسِ نظامی کی تعلیم وفاق المدارس العربیہ کے نظام میں جاری ہے۔ چناب نگر میں مدرسہ ختمِ نبوت، بخاری ماڈل ہائی سکول اور مضافات میں دو مراکز خدمت دین میں مصروف ہیں، مسجد احرار کی تعمیر نو تکمیلی مراحل میں ہے اور مسلم ہسپتال کی تعمیر جاری ہے، چنیوٹ میں مرکز احرار مدنی مسجد میں تعلیم قرآن اور درس قرآن کا مبارک سلسلہ جاری ہے۔ مدرسہ ابوبکر صدیق تلہ گنگ اور گجرات میں مدرسہ ختمِ نبوت اور دو مزید ذیلی ادارے تعلیم و تبلیغِ دین میں مصروف ہیں۔ الحمدللہ صرف چیچہ وطنی میں ''مسجد ختمِ نبوت'' کے نام سے چوتھا مرکز زیر تعمیر ہے۔

امریکہ کی قیادت میں عالمی کفریہ طاقتیں دینی جماعتوں اور دینی مدارس کے خلاف پوری قوت سے صف آرا ہیں اور ان کو ختم کرنے کے لیے عالم کفر تمام وسائل بروئے کار لائے ہوئے ہے۔ تمام تر انسانی کمزوریوں کے باوجود حقیقت یہ ہے کہ اِس وقت پوری دنیا میں مذہبی طبقات ہی عالمی استعمار کے راستے میں رکاوٹیں پیدا کر رہے ہیں، ایسے میں ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ کو متوجہ کرنا مقصود ہے کہ رمضان المبارک کی آمد آمد ہے اور اکثر لوگ اِس ماہ مبارک میں ہی اپنی زکوٰۃ کی ادائیگی کے فریضے سے سبکدوش ہوتے ہیں۔ اِن حالات میں آپ سے درخواست ہے کہ مجلس احرارِ اسلام کی دینی و تعلیمی اور تبلیغی و تحریکی جدوجہد میں ہمارا ساتھ دیں، اپنی زکوٰۃ و صدقات اور عطیات دیتے وقت حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور بزرگوں کی اس جماعت اور اس کے ذیلی اداروں کو بھی یاد رکھیں۔

تعاون آپ فرمائیں گے! کام ہم کریں گے اور اجر اللہ تعالیٰ عطا فرماویں گے۔

قارئین متوجہ ہوں!

''نقیب ختم نبوت'' کی ترسیل، شکایات اور دیگر معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0300-7345095

سالانہ چندہ ختم ہونے اور مدّتِ خریداری کی اطلاع قارئین کی سہولت کے لیے لفافے پر پتے کے اوپر درج کردی گئی ہے۔ جن قارئین کا زرِتعاون جون ۲۰۱۳ء میں ختم ہو چکا ہے انھیں جولائی ۲۰۱۳ء کا شمارہ ارسال کیا جارہا ہے۔ براہِ کرم سالانہ زرِتعاون -/200 روپے ارسال فرما کر نئے سال کے لیے تجدید کرالیں۔ یہ رقم بذریعہ منی آرڈر -/200 روپے یا درج ذیل موبائل نمبر **0300-6326621** پر -/250 روپے ایزی لوڈ کے ذریعے بھی بھیجی جاسکتی ہے۔ (سرکولیشن منیجر)

امام اہلِ سنت مولانا سید ابومعاویہ ابوذر بخاری رحمۃ اللہ علیہ

امیر المؤمنین خلیفۂ راشد سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ

(فضائل ومناقب، سیرت وکردار)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا مرتبہ:

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِيْ وَقَّاصٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه) قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلّى اللّٰهُ عليْهِ وَ سَلَّمَ لِعَلِيٍّ أَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزَلَةِ هارُوْن مِنْ مُّوْسٰى اِلَّا أَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ.

(البخاری، جلد ا، ص ۵۲۶۔ مسلم، جلد ۲، ۲۷۸۔ رواہ احمد وابوبکر المُطیر ی فی جزئہ، جلد ۶ ص ۱۵۳)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ میں ماموں، فرشتوں کے سلام کے مورد، حضرت سعد ابنِ ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (غزوۂ تبوک کے لیے جاتے وقت) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا کہ (مدینہ میں میرے نائب ہونے میں) تم مجھ سے وہ نسبت رکھتے ہو جو ہارون (علیہ السلام) کو موسیٰ (علیہ السلام) کے ساتھ تھی! مگر (فرق یہ ہے کہ ہارون نبی تھے لیکن) یقیناً میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محبت نہ رکھنے والا منافق ہے:

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ (رضی اللّٰهُ عَنْهَا) قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لا يُحِبُّ عَلِيًّا مُنَافِقٌ وَ لَا يُبْغِضُهٗ مُؤْمِنٌ. (ترمذی، ص ۶۹۱۔ مشکوٰۃ، ص ۵۶۴)

اُمّ المؤمنین، اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی منافق علی سے محبت نہیں رکھے گا اور کوئی مؤمن اس سے بغض نہیں رکھے گا۔

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جنت کی بشارت:

خلیفۂ چہارم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بعد اُن چھ اصحاب کا درجہ ہے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے منشا اور فیصلہ وحکم کے مطابق جنت کی بشارت دی۔ جن کو ''عشرہ مبشرہ'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ (رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ) أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ قَالَ أَبُوْبَكْرٍ فِي الْجَنَّةِ وَ عُمَرُ فِي الْجَنَّةِ وَ عُثْمَانُ فِي الْجَنَّةِ وَ عَلِيٌّ فِي الْجَنَّةِ وَ طَلْحَةُ فِي الْجَنَّةِ وَ الزُّبَيْرُ فِي الْجَنَّةِ و

عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ عَوْفٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعْدُ بْنُ اَبِی وَقَّاصٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ سَعِیْدُ بْنُ زَیْدٍ فِی الْجَنَّۃِ وَ أَبُوْ عُبَیْدَۃَ بْنُ الْجَرَّاحِ فِی الْجَنَّۃِ. (ترمذی،ص:۵۳۷۔وعن سعید بن زید مشکوٰۃ شریف،ص:۸۶۴)

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بلا شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکر جنت میں ہوں گے اور عمر جنت میں ہوں اور عثمان جنت میں ہوں گے اور علی جنت میں ہوں گے اور طلحہ جنت میں ہوں گے اور زبیر جنت میں ہوں گے اور عبدالرحمٰن بن عوف جنت میں ہوں گے اور سعد بن ابی وقاص جنت میں ہوں گے اور سعید ابن زید جنت میں ہوں گے اور ابوعبیدہ ابن الجراح جنت میں ہوں گے۔

عشرہ مبشرہ کے بعد اصحاب بدر کا رتبہ ہے اور اصحاب بدر کے بعد ۶ ھ...... میں صلح حدیبیہ کے موقع پر جن حضرات نے کیکر کے درخت کے سایہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر ہر حال میں جان و مال کی قربانی اور ''مظلوم اعظم'' سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خونِ ناحق کا قصاص لینے کی غرض سے ''بیعۃُ الرضوان'' کی تھی وہ افضل ہیں۔ ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے دائمی رضامندی کا اعلان فرمایا۔

(خطابِ جمعہ: جامع مسجد معاویہ ملتان، مطبوعہ: الاحرار، شمارہ:۲۱، جلد:۲۱)

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مواخات:

عَنْ اِبْنِ عَمَرَ (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما) اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ بَیْنَ أَصْحَابِہٖ فَجَآءَ عَلِیٌّ تَدْمَعُ عَیْنَاہُ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اٰخَیْتَ بَیْنَ أَصْحَابِکَ وَ لَمْ تُؤَاْخِ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ أَحَدٍ؟ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ أَنْتَ أَخِیْ فِی الدُّنْیَا وَ الْاٰخِرَۃِ. (رواہ الترمذی، الصواعق،ص:۱۲۰)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے (بعد از ہجرت مدینہ طیبہ میں) اپنے ساتھیوں کے درمیان بھائی چارہ کرا دیا۔تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نے اپنے ساتھیوں میں بھائی چارہ کرا دیا اور میرے اور کسی شخص کے درمیان نہیں کیا؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میرے بھائی ہو دنیا اور آخرت میں۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''میرے بھائیوں میں سے بہتر علی ہیں''

عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ خَیْرُ اِخْوَتِیْ عَلِیٌّ وَ خَیْرُ أَعْمَامِیْ حَمْزَۃُ رضی اللّٰہ عنھما. (اخرج الدیلمی، الصواعق،ص:۱۲۲)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ بے شک نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے بھائیوں میں سے

بہتر علی ہے اور میرے چچوں میں سے بہتر حمزہ ہیں۔ (رضی اللہ عنہما)

(صلوٰۃ الرسول، ص:۵۹۔۶۱)

حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے خاندان میں ددھیال اور ننھیال کی طرف سے خالص ہاشمی تھے:

علامہ مُصعب زُبیری حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خاندانی شرافت ونجابت بتانے کے لیے اُن کے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا جناب ہاشم ابن عبدِ مناف کی بڑی بیٹی، یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی پھوپھی دادی محترمہ شِفا بنت ہاشم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''اور محترمہ شفا بنت ہاشم ابن عبدالمطلب (عبدالمطلب کے چچازاد بھائی) ہاشم ابن مُطّلِب کے نکاح میں تھیں تو اُن کے لیے عبدِ یزید ابنِ ہاشم کو جنم دیا۔ چنانچہ شِفا کے بیٹے عبدِ یزید'' کو (ددھیال اور ننہال دونوں طرف سے ہاشمی ہونے کی بنا پر) ''محض'' (خالص ہاشمی) کہا جاتا ہے۔

علامہ مصعب زبیری نے کہا ہے کہ ''محض'' (خالص خاندانی) ایک چچا کے بیٹے اور دوسرے چچا کی بیٹی سے پیدا ہونے والا شخص ہوتا ہے۔ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ ابنِ ابی طالب بھی محض (خالص ہاشمی) ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ تحقیقی طور پر وہ قریش میں پہلا بچہ ہیں جو (ابوطالب ہاشمی اور فاطمہ بنت اسد ہاشمیہ) دو ہاشمیوں میں سے پیدا ہوئے۔

(خطاب: بہ موقع یومِ علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما، احاطۂ معاویہ ملتان، ۲۷رفروری ۱۹۸۷ء۔ مطبوعہ: الاحرار، شمارہ: ۹/۱۰، جلد: ۲۰)

والدۂ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا مختصر سوانحی خاکہ:

فاطمہ بنت اسد کے مختصر سوانحی خاکہ کے متعلق علامہ ابن اثیر جزری رحمۃ اللہ علیہ (م ۶۳۰ھ) کی تصریحات کے بعد امام اسماء الرجال، حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ (م ۸۵۲ھ۔ ۱۴۴۸ء) اپنی معروف اور مستند اور متداوِل کتاب ''الِاصابہ'' میں موصوفہ محترمہ کے مذکورہ حالات کی بعض الفاظ اور بعض روایات میں جزئی تغیر وحذف اور بعض معلومات کے مختصر اور مفید اضافہ کے ساتھ تائید وتصدیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''فاطمہ بنت اسد ابن ہاشم ابن عبدمناف ہاشمیہ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے (تین بڑے) بھائیوں کی والدہ ہیں۔ کہا گیا ہے کہ فاطمہ بنت اسد ہجرت سے پہلے (مکہ مکرمہ میں ہی) وفات پا گئی تھیں۔ اور صحیح قول یہ ہے کہ ''فاطمہ والدۂ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ہجرت کی اور مدینۂ منورہ میں فوت ہوئیں۔'' اور اسی قول پر امام شعبی نے یقین و اعتماد کیا ہے اور کہا کہ فاطمہ بنت اسد (مکہ میں) اسلام لائیں اور انہوں نے ہجرت کی اور مدینۂ منورہ میں فوت ہوئیں۔''

ابنِ ابی عاصم نے عبداللہ ابن محمد ابن عمر ابنِ علی ابنِ ابی طالب کے طریق اور واسطہ سے روایت کی ہے کہ

عبداللہ اپنے والد محمد سے روایت کرتے ہے کہ:

''بتحقیق نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فاطمہ بنت اسد والدۂ علی رضی اللہ عنہ کو اپنی قمیص میں کفن دیا اور فرمایا تھا کہ ہمیں چچا ابوطالب کی وفات کے بعد چچی فاطمہ کے سوا خاندان میں میرے ساتھ حسنِ سلوک اور مہربانی کرنے والا کوئی اور فرد نہیں ملا۔''

امام اعمش کوفی نے عمرو ابنِ مُرّہ سے انہوں نے ابوالبختری سے اور انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ:

''حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا (ہجرت اور مدینہ میں آکر شادی کے بعد) میں نے اپنی اماں کو کہہ دیا تھا کہ (گھر کی ضرورت سے) فاطمہ کی جگہ آپ پانی بھرنے اور کام کاج کے لیے جانے کی ذمہ دار ہوں گی اور آٹا پیسنے اور گوندھنے پکانے کی غرض سے فاطمہ آپ کی جگہ ذمہ دار ہوگی۔''

اور علامۂ انساب زبیر ابن بکّار نے کہا ہے کہ:

''فاطمہ بنت اسد والدۂ حضرت علی رضی اللہ عنہ وہ پہلی ہاشمیہ خاتون ہیں جنہوں نے (چوتھے صحابی) خلیفہ (علی) کو جنم دیا، پھر اُن کے بعد سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے بھی (پانچویں صحابی) خلیفہ (حسن) کو جنم دیا۔ اور فاطمہ نام کی صحابیہ خواتین کے ضمن میں سیدہ فاطمہ کا مزید ذکر عنقریب سیدالشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی دختر فاطمہ بنت حمزہ کے حالات میں آئے گا اور وہ بیان دلالت کرتا ہے کہ والدۂ حضرت علی رضی اللہ عنہ مدینہ میں فوت ہوئیں تھیں۔''

اور مشہور سیرت نگار علامہ ابن سعد نے اپنی مشہور کتاب ''الطبقات الکبریٰ'' میں بیان کیا ہے کہ:

''والدۂ حضرت علی رضی اللہ عنہ فاطمہ بنت اسد نیکوکار خاتون تھیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی ملاقات کے لیے تشریف لے جایا کرتے تھے اور کبھی کبھی اُن کے گھر میں دوپہر کے وقت استراحت بھی کیا کرتے تھے۔''

(الاصابہ، ج۲، ص۳۸۰، طبع اوّل، مصر ۱۳۲۸ھ ۱۹۲۰ء)

(خطاب: بہ موقع یومِ علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما، احاطۂ معاویہ ملتان، ۲۷ر فروری ۱۹۸۷ء۔ مطبوعہ: الاحرار، شمارہ: ۹/۱۰، جلد: ۲۰)

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے والد ابوطالب:

ابوطالب جب بیمار تھے آخری لمحات میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری تبلیغ وتلقینِ حق کے لیے موجود تھے اور یہ اہم موقع دیکھ کر ابوجہل اور عبداللہ ابنِ اُمیّہ بھی ابوطالب کو کفر پر جمے رہنے کی تلقین کے لیے آئے ہوئے تھے۔ یعنی پوری پارٹی کے نمائندے بھاگے بھاگے آگئے تھے کیونکہ اُن کو رپورٹ ملی کہ ابوطالب کے سوتیلے ہمدرد بھائی عباس موجود ہیں اور علی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ یہ دونوں خاص طور پر سرہانے بیٹھے ہیں۔ بیٹا بھی بیٹھا ہے اور بھتیجا بھی اور وہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے چچا کو اور علی اپنے ابا کو تلقین کر رہے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم بار بار فرمائش کرتے تھے کہ: ''چچا! جو کلمہ لا الٰہ الّا اللہ میں

کہہ رہا ہوں وہ ایک بار کہہ دو تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ سیدھے جنت میں چلے جاؤ گے۔ یعنی تمہاری کوئی نماز نہیں، کوئی روزہ نہیں، زندگی کا آخری لمحہ ہے اور اس وقت کلمۂ حق کی ضرورت ہے اس لیے تم کلمہ پڑھ لو۔''

عباس رضی اللہ عنہ بھی پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کان میں کہا کہ: ''بھیّا! بھتیجے کی بات سنی ہے؟ کہا: ہاں سنی ہے مگر ڈرتا ہوں یَتَحَدَّثُ فِیَّ نساءُ قریشٍ قریش کی لڑکیاں اور بوڑھیاں طعن دیں گی کہ آخر بھتیجے کے سامنے ہتھیار ڈال دیے۔ بس یوں سمجھو کہ تقدیر کے مطابق جبریل نے پر مار دیا۔ قسمت میں نہیں تھا۔ اتنے میں ابوجہل بے اختیار ہو کر بول پڑا کہ: 'اَتَتْرُکُ دِیْنَ اٰبَآئِکَ؟'' کیا باپ دادوں کا دین چھوڑ رہے ہو؟ اس دین کو چھوڑ نہ دینا۔ انہوں نے کہا: '' بالکل نہیں، اِشْهَدُوا اَنِّی عَلٰی دِیْنِ عَبْدِالْمُطَّلِب '' تم سب گواہ رہو کہ میں اپنے باپ عبدالمطلب کے دین پر قائم ہوں۔ یعنی میں نے دینِ محمد اسلام کا اقرار نہیں کیا اور اپنے پرانے عقیدہ پر مر رہا ہوں۔ صحیح بخاری کی راویت ہے اور ابوداؤ داور نسائی میں بھی موجود ہے۔ سنیو! حنفیو! دیوبندیو، بریلو، حق اور سچ بولا کرو۔ اپنی روٹی کو حلال کرو۔ کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اللہ تعالیٰ کی رزّاقیت پر مکمل یقین رکھو! ہمیں کوئی ضد نہیں۔ اے کاش! ابوطالب مسلمان ہوتے تو آج ہم کروڑ دفعہ رضی اللہ عنہ کہتے۔ ہمیں تو دکھ ہے، ہمیں تو غم ہے کہ بیٹا علی رضی اللہ عنہ جیسا جنت میں اور ابوطالب جیسا شفیق مگر شرم اور ڈر میں رہنے والا باپ دوزخ میں ہے۔ یہ کوئی معمولی حادثہ ہے؟ آپ کیا سمجھتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر کیا گزری ہوگی؟ نبی صلی اللہ علیہ وسلم روئے ہیں گھر میں بیٹھ کر۔ وہاں بھی روتے رہے۔ جب دیکھا کہ نہیں مانتے اُٹھ کر آ گئے۔ چند منٹ کے بعد علی پہنچے۔ کتاب میرے سامنے پڑی ہے۔ الاصابہ، یہ قریباً سوا بارہ ہزار صحابہ کی سیرت کا مستندترین مجموعہ ہے۔ اس میں علامہ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے اور یہی حوالہ سیرتِ حلبیّہ میں بھی موجود ہے۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود فرمایا اپنے باپ کے متعلق کہ یارسول اللہ! اِنَّ عَمَّکَ الشَّیْخَ الضَّآلَ قَدْ مَاتَ یارسول اللہ! آپ کا بوڑھا گمراہ چچا مر گیا ہے۔ میں اب کیا کروں؟ یہ میں نے نہیں کہا۔ میری کیا مجال ہے کہ میں ابوطالب کے متعلق ازخود کوئی فقرہ کہوں؟ یہ کون کہہ رہے ہیں؟ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ۔ کس کے متعلق؟ اپنے ابا ابوطالب کے متعلق۔ علی نے کلمۂ حق کہا۔ علی برحق ہے۔ علی نے پتھر کا کلیجہ بنا کر اپنے باپ کی غلطی اور بدبختی کا اقرار کیا۔ کوشش بیٹے نے بھی کی، کوشش بھتیجے نے بھی کی۔ لیکن جب قسمت میں اسلام اور جنت نہیں تو پھر ہم کیا کہیں۔ علی رضی اللہ عنہ نے باپ کو گالی تو نہیں دی، باپ کی توہین تو نہیں کی، نبی علیہ السلام سے پوچھا کہ اب میں مردہ کافر باپ سے کیا سلوک کروں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا:

''فَقَالَ اِذْهَبْ فَوَارِہٖ'' اب میں بھی کیا کر سکتا ہوں۔ جاؤ قبر کھودو اور دفن کر دو۔

ابن حجر نے آخر میں یہ لکھا ہے کہ محدث ابن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری و مسلم کی طرح اپنی مرتبہ مشہور

کتاب۔صحیح ابن خزیمہ میں اس حدیث کو''صحیح'' قرار دیا ہے۔(فتح الباری، شرح البخاری، جلد:۱،ص:۱۴۸)

جنازہ اس دور میں ہوتا ہی نہیں تھا۔ یہ میں کس وجہ سے کہہ رہا ہوں کیونکہ رافضیوں نے ضد وعداوت میں سراپا جہل اور سراسر فریب ومنافقت جواب دیا کہ جناب مولانا آپ کیسی بات فرما رہے ہیں؟ جناب ابوطالب کے جنازہ کی تو ضرورت ہی نہیں تھی۔خدیجۃ الکبریٰ کا بھی جنازہ نہیں پڑھا گیا تھا۔ میں کہتا ہوں اس فریب خوردہ جاہل یا مکار اور فریبی کو معلوم ہونا چاہیے کہ خدیجہ نے اس وقت کلمہ پڑھا جب ابوطالب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، خدیجہ کے بھی سسر چچا ہیں۔ وہ سسر صاحب چھپتے پھرتے تھے اور بھتیجے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہتے تھے کہ:

''بھتیجے! تم سچے ہو لیکن ذرہ آہستہ آہستہ چلو، تمام قریش مجھ پر زبردست دباؤ ڈال رہے ہیں۔'' لیکن یہ سچا کہنا مفید نہیں کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا تو یہودی بھی کہتے تھے۔سچا تو کفارِ مکہ بھی کہتے تھے لیکن سچا کہہ کر دل سے مانتے اور زبان سے اقرار نہیں کرتے تھے۔ یہودی کہتے تھے کہ آدمی بالکل سچا ہے۔''تورات'' کی باتیں بھی صحیح بتا دیتا ہے۔ہم کچھ چھپاتے ہیں تو اوپر سے خبر بھی آجاتی ہے۔ہم کیا کریں؟ ہماری تمنا تھی کہ ''خاتم النبیین'' بنی اسرائیل میں ہو۔ یہ نکل آئے بنی اسماعیل میں۔ہم کیسے کہیں کہ یہ آخری نبی ہیں۔اندر سے سچا سمجھتے تھے، لیکن ضد اور حسد وعداوت میں کلمہ نہیں پڑھا۔ابو طالب نے نبی کو جانا، پہچانا کچھ مدت پاس رکھا۔خدمت کی۔لیکن پہلی پرورش اور خدمت کس نے کی؟ امّاں نے۔ پھر دوسری خدمت کس نے کی؟ دادا نے۔ پھر جب دادا فوت ہو گئے تو پھر زیادہ خدمت کس نے کی؟ آپ کے سب سے بڑے حقیقی تایا زبیر نے۔ جب اُن کا انتقال ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوانی کے قریب پہنچے ہوئے تھے۔وہ دور کس نے نبھایا؟ ابوطالب نے۔ یہ جھوٹ ہے کہ اوّل سے آخر تک صرف ابوطالب نے خدمت کی، پالا پرورش کی۔مؤمنینِ کرام! توجہ کا مقام ہے۔اپنے بابا کی لکھی ہوئی کوئی زمین دوز تاریخ لے آؤ نکال کر یہ خرافات اس میں ہوں گی۔کائنات میں کفار سے پوچھو یا مسلمانوں سے ابوطالب کے مذکورہ مصدقہ واقعات اٹل حقیقت ہیں۔

(خطاب: بہ موقع یومِ علی ومعاویہ رضی اللہ عنہما، احاطۂ معاویہ ملتان، ۲۷؍فروری ۱۹۸۷ء۔مطبوعہ: الاحرار، شمارہ:۱۲؍۱۱، جلد:۲۰)

''صوبہ خیبر میں نو قلعے تھے۔آٹھ قلعے دیگر صحابہ نے فتح کیے ایک اہم قلعہ ''قموص'' خاص طور پر سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فتح کیا'':

خیبر میں نو قلعے تھے یاد رکھنا کیونکہ ہمیں تو ایک ہی بتایا گیا ہے کہ وہاں ایک ہی قلعہ تھا جو مولا علی نے توڑا۔ یہ جھوٹ ہے۔مولا علی نے ایک قلعہ توڑا۔کہو تو بتا دوں؟ اگر اجازت ہو تو بتا دوں؟ اور رافضیوں کے اس جھوٹ کا پول بھی تھوڑا سا کھول دوں۔ یہ بھی امیر معاویہ کی برکت سمجھو کہ اُن کی وجہ سے کئی اور مسائل سامنے آئے اور حل ہوئے۔خیبر میں

ایک روایت کے مطابق گیارہ قلعہ تھے اور زیادہ معتبر روایت کے مطابق نو قلعے تھے۔ بعض نے دس لکھا ہے اور بعض نے گیارہ۔ لیکن نو کی تعداد میں کوئی شک نہیں۔ دسواں قلعہ، قلعہ کی شکل میں نہیں بلکہ بغیر جنگ کے ایک علاقہ فتح ہوا جس کا نام ''فدک'' ہے۔ جس کی جاگیر کا جھگڑا ڈال کر رافضیوں نے ابوبکر صدیق سلام اللہ علیہ کو بدنام کیا ہے۔ فاتحِ خیبر اسلامی لشکر میں چودہ سو صحابی تھے اور اس میں ہر دستہ کا کمانڈر الگ تھا۔ حضرت محمد ابن سلمہ رضی اللہ عنہ ایک دستہ کے کمانڈر۔ اُن کے بھائی حضرت محمود رضی اللہ عنہ دوسرے دستہ کے کمانڈر، تیسرے پورے فوجی دستہ کے کمانڈر حضرت زبیر بن عوّام رضی اللہ عنہ تھے جو سیدنا صدیق اکبر سلام اللہ علیہ کے بڑے داماد، سیدہ عائشہ صدیقہ سلام اللہ علیہا کے بڑے بہنوئی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سوتیلی مؤمنہ پھوپھی سیدہ صفیہ کے بیٹے تھے۔ یہ وہ موقع ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حملہ کرنے سے پہلے صحابہ کے لشکر کو اکٹھا کیا اور یہ فرمایا کہ:

''کون ہے کہ اگر میں اس کو بھیجوں اور موت سے اُس کی ملاقات ہو جائے تو وہ موت سے آنکھیں ملانے کے لیے تیار ہو؟''

فَقَام الزُّبَیْرُ ابْنُ الْعَوَّام. تو سارے لشکر میں سب سے پہلے حضرت زبیر بن عوام کھڑے ہوئے اور موت قبول کرنے کے لیے اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُس وقت لشکر کے پیچھے ''ساقہ'' ریئر گارڈ (Rear Guard) آخری دستہ میں جو سامان وغیرہ سنبھالتا ہے، اُس میں تھے۔ علی مرتضیٰ کی آنکھیں دکھ رہی تھیں، لشکر میں لیکن وہ لڑنے کے لیے اُس وقت میدان میں نہیں تھے بلکہ ''ریئر گارڈ'' میں پیچھے تھے جہاں بچے اور عورتیں تھیں اور سامان تھا اور اگلے دستوں میں حضرات ابوبکر، عمر، عثمان، زبیر، محمد ابنِ مَسْلَمہ، سَلَمہ ابن اَکْوع، عامر بن اَکْوع۔ یہ ممتاز ترین اور بہادر صحابہ موجود تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''کون ہے جو کل موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کے لیے تیار ہو؟ **فَقَام الزُّبَیْرُ ابْنُ الْعَوَّام** تو دوبارہ زبیر نے ہی کھڑے ہو کر کہا: ''یارسول اللہ! **اَنَا لَھا** موت سے باتیں کرنے کے لیے میں تیار ہوں۔'' کیا اور بہادر نہیں تھے؟ لیکن زبیر کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک خاص انعام ملنے والا تھا۔ اس لیے اُن کی قسمت کا دروازہ کھلا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''بیٹھ جاؤ'' دو دفعہ ہو گیا۔ تیسری دفعہ پھر فرمایا: ''ہے کوئی جو موت سے آنکھیں ملانے کو کھڑا ہوتا ہے؟ تاریخ چپ ہے۔ حدیث چپ ہے۔ سیرت چپ ہے۔ نبی چپ ہے کہ زبیر کے سوا کوئی اور شخص کھڑا نہیں ہوا، پورے لشکر میں۔ تو زبیر ابن عوّام کھڑے ہوئے۔ اللہ کی طرف سے اُن کو ایک خاص لقب ملنا تھا جو اور کسی کو نہیں ملا۔ نبی علیہ السلام نے زبیر کے جذبۂ ایثار و فداکاری، جوشِ جہاد اور شوقِ شہادت کی اللہ کی طرف سے بے مثال قبولیت وقدر افزائی کی اطلاع ملنے پر فرمایا:

لِكُلِّ نَبِيٍّ حَوَارِيٌّ وَ حَوَارِيِّ الزُّبَيْرُ ابْنُ الْعَوَّام.

ہر نبی کا کم از کم ایک حواری ضرور ہوا ہے۔ (اور اسی الہامی عمل کے مطابق) میرا حواری زبیر ابن عوام ہے۔

اُس دن یہ لقب ملنا تھا اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال پر نہ ابوبکر، نہ عمر، نہ عثمان کھڑے ہوئے نہ کوئی اور کھڑا ہوا۔ علی تو تھے پیچھے۔ سب قلعے فتح ہوئے۔ بس وہ بات میں سنا دوں، آپ لوگوں کو سناتا کوئی نہیں۔ ایک بات رافضی مسلمانوں کو طنزاً سنا کر کہا کرتے ہیں، علی مردِ دَر، شیر ببر، علی حیدر، فاتحِ خیبر ہیں۔

بے شک ''خیبر'' کا ایک قلعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ لیکن دس میں سے نو قلعے باقی صحابہ نے فتح کیے۔ قلعوں کے نام سنا دیتا ہوں۔

پہلا قلعہ ''قلعۂ ناعم'':

پہلا ''قلعۂ ناعم'' ہے جو حضرت محمد ابن مَسْلَمہ، نوجوان انصاری صحابی کے بھائی محمود ابن مسلمہ نے فتح کیا۔ عیون الاثر، ابن ہشام، فتح الباری، ہر کتاب کا حوالہ جلد میرے پاس ہے جس کا جی چاہے آ کر لکھ لے۔ دنیا کی کوئی صحیح تاریخ اس کا انکار نہیں کر سکتی۔

دوسرا قلعہ ''قلعۂ قموص'':

''قلعۂ قموص'' خیبر کے نو قلعے تھے آٹھ قلعے دیگر صحابہ نے فتح کیے اور جو بہت زبردست قلعہ تھا۔ یہ علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ ''ناعم'' فتح کیا محمود ابنِ مسلمہ رضی اللہ عنہ نے۔ اور ''قموص'' جو کئی دنوں سے فتح نہیں ہوتا تھا اس کے لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلوایا۔ صحابہ نے عرض کیا ''یا رسول اللہ ان کی آنکھیں دکھ رہی ہیں انہیں کسک ہے'' پنجابی میں کہتے ہیں ''رڑک'' یعنی سرخی اور سخت چبھن ہے وہ بیمار ہیں۔ آپ نے فرمایا ''بلاؤ'' علی آئے تو آپ نے ان کی آنکھیں کھولیں ''فَتَفَلَ فِيهِمَا'' اور ان میں اپنا لعاب مبارک تھوک دیا'' تو فوراً ساری سرخی اور درد غائب ہو گیا۔ یہ آپ کا معجزہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سر پر عمامہ اپنے ہاتھوں سے باندھا۔ جھنڈا اپنے ہاتھوں سے دیا اور فرمایا جاؤ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى بَرَكَةِ اللّٰه اللہ کا نام لے کر کے جاؤ کئی دنوں سے قلعہ اٹکا ہوا ہے اللہ تمھیں فتح دے گا۔ یہ قلعہ ''قموص'' یہودیوں کا بہت بڑا مرکز تھا۔ حضرت علی گئے اور بے شک وشبہ سب سے بڑا اور سخت قلعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔

تیسرا قلعہ ''صعب ابنِ معاذ'':

تیسرا قلعہ ہے ''قلعۂ صعب ابنِ معاذ'' یہ قموص کے بعد فتح ہوا۔

چوتھا قلعہ ''قلعہ ٔ قُلّہ'':

چوتھا قلعہ جس کا نام ہے''قلعہ ٔ قُلّہ'' تین قلعے تو فتح ہو گئے تو یہودیوں نے اس میں آ کر پناہ لی۔ نبی کے پاس آ کر ایک یہودی نے خود اپنی قوم کی ''جاسوسی'' کی کہ:''اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) اس قلعہ والوں کے پاس کافی خوراک اور پانی کا ذخیرہ موجود ہے۔ایک پہاڑی چشمہ باہر سے آتا ہے اس کا پانی ہمارے یہودیوں کو قلعہ میں مل رہا ہے۔آپ وہ چشمہ بند کر دیں تو یہ لوگ عاجز اور مجبور ہو کر ہتھیار ڈال دیں گے اور قلعہ فتح ہو جائے گا ورنہ مشکل ہے۔'' یہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ کا پانی بند کر دیا۔اس کے بعد چند صحابہ شہید بھی ہوئے۔دس یہودی مارے گئے اور قلعہ فتح ہو گیا۔

علاّمہ ابن کثیر فرماتے ہیں:

''وہاں دو علاقے تھے۔ایک نُطاۃ تھا۔اس حصہ میں چوتھا قلعہ''قلعہ ٔ قُلّہ'' پہاڑ کی چوٹی پر تھا اور پہاڑ کی چوٹی کو قُلّہ کہتے ہیں۔اس لیے یہ قلعہ اس چوٹی کی طرف منسوب اور قُلّہ یعنی چوٹی والا قلعہ کے نام سے مشہور ہو گیا۔

پانچواں قلعہ ''قلعہ ٔ وطیح'':

پانچواں قلعہ ہے''قلعہ ٔ وطیح'' جب چوتھا قلعہ فتح ہوا تو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم و ہدایت اور تجویز کے مطابق اس قلعہ ٔ وطیح پر ہلّہ بول دیا،تو یہ پانچواں قلعہ بھی فتح ہو گیا۔

چھٹا قلعہ ''قلعہ ٔ سلالم'':

بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ ''سلالم'' اُس کے متصل بعد فتح ہوا اور بعض روایات میں ہے کہ چھٹا قلعہ ''سلالم'' اور ''کتیبہ'' یہ دونوں ملا کر اکٹھے ایک وقت میں فتح ہوئے۔

ساتواں قلعہ ''قلعہ ٔ کُتیبہ'':

اس ''قلعہ ٔ کُتیبہ'' ساتویں قلعہ کا چودہ دن محاصرہ رہا اور آخر میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ ٔ کرام رضی اللہ عنہم کی نصرت کی اور پورے علاقہ ٔ خیبر پر مکمل فتح عطا فرمائی اور یہ بھی سارے کا سارا ختم ہو گیا۔

آٹھواں قلعہ ''قلعہ ٔ اُبیّ'' ،نواں قلعہ ''قلعہ ٔ بَری'':

یہ دونوں علاقے بیک وقت آگے پیچھے فتح ہوئے۔انہی میں ایک قلعہ وہ ہے جو حضرت زبیر بن عوّام نے فتح کیا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قلعہ کا نام ہی ''قلعہ ٔ زبیر'' رکھ دیا۔وہ پورے کا پورا قلعہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے وارثوں کے پاس بہ طور جاگیر اور مالِ وراثت کے طور پر موجود رہا۔یہ ہیں خیبر کے نو قلعے جن میں دوسرا قلعہ قموص سیدنا علی

رضی اللہ عنہ نے فتح کیا۔ ناعم، قموص، صعب ابن معاذ، قلّہ، وطیع، سلالم، کُتیبہ، اُبی، برِی۔

دسواں قلعہ ''قلعۂ فدک'':

اور دسواں اہم مورچہ فدَک ہے جو حقیقتاً کوئی مستقل قلعہ نہیں بلکہ قلعہ بند ملحقہ بستی تھی جس کو یہودیوں نے اپنا انجامِ بد دیکھ کر بغیر لڑائی کے ہی اپنی شکست قبول کر کے اپنی وہ بستی اور اس کی اراضی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کر دی تھی اور اس جگہ کی زمین کی گندم اور جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیویوں اور بچوں کے لیے آتے تھے جو آپ نے منشاءِ الٰہی کے مطابق اپنے لیے خاص رکھے اور یہ فرمایا کہ نبیوں کی کوئی چیز مالِ صدقہ تو ہوسکتی ہے مالِ وراثت نہیں بن سکتی۔ رافضیوں نے آسمان سر پر اُٹھا لیا کہ: ''دیکھو جی ابوبکر نے ایک آدمی کی گواہی پر یہ کہہ دیا کہ بی بی فاطمہ اس کی وارث نہیں ہیں'' یاد رکھو یہ بھی جھوٹ ہے۔

حدیث ''لَا نَرِثُ'' کے راویوں کے نام:

سنو! اس حدیث کے راویوں میں خود ابوبکر بھی ہیں، عمر بھی ہیں، سعد ابن وقاص بھی ہیں۔ عباس (رضی اللہ عنہم) بھی ہیں۔ صحابۂ کرام میں سے یہ جلیل القدر بزرگ اس حدیث کے راوی ہیں۔ رافضیّوں کی بکواس میں پہلا جھوٹ یہ کہ: ''صرف ایک آدمی کی روایت پر بی بی فاطمہ کی وراثت لے لی۔ وراثت ہوتی تو خود علی کو ضرور معلوم ہوتا۔ وراثت ہوتی تو فاطمہ کے گھر والوں کو سب کو پتا ہوتا۔ اور یہ عام تجربہ اور مشاہدہ ہے کہ ہر چیز کا ہر وقت میں بیٹیوں کو بھی معلوم ہونا ضروری نہیں۔ اس حدیث کے لیے صدیق اکبر نے جنگل اور دیہات سے ایک بزرگ صحابی علی الاغلب حضرت سعد ابن وقاص ہی کو بلوا لیا تھا کہ: ''تم گواہی دو میں صحیح کہہ رہا ہوں کہ غلط؟'' انہوں نے آ کر گواہی دی:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: نَحْنُ مَعْشَرُ الْاَنْبِیَاءِ لَا نَرِثُ وَ لَا نُوْرَثُ مَا تَرَکْنَاہُ صَدَقَۃ''

ہم نبیوں کا گروہ نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ ہی کسی کو وارث چھوڑتے ہیں اور جو مال ہم چھوڑ جائیں وہ اُمّت کے لیے صدقہ ہوتا ہے۔ یعنی وہ بیت المال کا حصہ تو بن جاتا ہے لیکن ہمارے خاندان کی وراثت نہیں بن سکتا۔

یہ وہ دس قلعے ہیں جن کے متعلق جھوٹ بول دیا کہ سب علی نے فتح کیے۔ یاد رکھو! یہ نہ اکیلے ابوبکر نے فتح کیے، نہ اکیلے عمر نے، علی ابن طالب نے بلاشک و بلا تردد دوسرا قلعہ قموص فتح کیا۔ وہ بہت زبردست قلعہ تھا اسی وجہ سے شہرت ہوئی۔ اس شہرت کا کوئی منکر نہیں۔ بقیہ تمام قلعے ابوبکر نے، عمر نے، محمد ابن مسلمہ نے، محمود ابن مسلمہ نے، سلمہ ابن اکوع نے، زبیر بن عوام رضی اللہ عنہم جیسے نامور بزرگوں نے فتح کیے۔

(خطاب: سیرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ، مسجد عثمانی، مہاجرین، جام پور، مورخہ: ۲۴ر رجب ۱۴۱۰ھ، ۲۹ مئی ۱۹۸۱ء مطبوعہ: ''الاحرار''، شمارہ ۲۳، ۲۴، جلد ۱۹)

قصاص عثمان رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہما کے اجتہادات:

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ہم ''امامِ برحق'' اور چوتھا امامِ برحق مانتے ہیں، اس میں تو کسی کو شک ہی نہیں۔ لوگ ان کو آسمان پر پہلا بنائے بیٹھے ہیں۔ حالانکہ ابھی وقت آیا ہی نہیں تھا لیکن ''خلافت'' پہلے ہی ذمہ لگا دی، تو نہ ماننے والا تو قیامت تک بھی صحیح عقیدہ نہیں مانے گا لیکن آپ لوگ تو الحمدللہ ماننے والوں میں ہیں۔ اپنے اپنے دلوں میں اطمینان رکھیں کہ ان شاءاللہ آپ حق پر ہیں۔ اَنْتُم عَلَی الْحَق۔ اس سے بہتر کوئی صورت نہیں ہے۔ یہی ہمارا مسلک ہے۔ یہی ہمارا دین ہے۔ ہمارا ایمان ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کسی کی بھی توہین کا تصور دل میں نہ آئے۔ باقی ''اجتہادی'' لغزش تو وہ پھر جانبین سے ہونا تسلیم کرنا پڑے گا، اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کے نزدیک معاویہ رضی اللہ عنہ سے لغزش ہوئی تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اُن کے ساتھیوں کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے بھی لغزش ہوئی۔ علی ابنِ ابی طالب ''معصوم'' ہوں گے رافضیوں کے نزدیک ورنہ اُمت کے قطعی متفقہ عقیدہ کے مطابق نبی علیہ السلام کے سوا کوئی معصوم نہ تھا۔ نہ ہے، نہ ہوگا۔

معاویہ (رضی اللہ عنہ) کی غلطیاں یوں بتاتے ہیں جیسے اُن کے ابّا جان کا کوئی ملازم ہو۔ ''او جی معاویہ نے یوں کہا اور یہ کہا۔'' چڑھائی سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کی اور برائی معاویہ رضی اللہ عنہ کی ہوتی ہے۔ معاویہ کا قصور یہی ہے کہ انہوں نے قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ سے قصاص نہ لینے اور بصورتِ مجبوری قصاص لینے کے لیے امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کرنے سے انکار پر اپنے اور صحابہ کی اکثریت کے اجتہاد کے مطابق۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے قتال کیا اور پھر مستقل خلیفہ بن کر تمام قاتلینِ عثمان سے قصاص لے کر سبائی فتنہ کو دبا دیا۔ جس میں قریباً پچاس پچپن ہزار یا کچھ کم و بیش صحابہ رضی اللہ عنہم کے نزدیک حضرت علی رضی اللہ عنہ کا اپنی خلافت کی بیعت کے وقت حضرات طلحہ و زبیر کے ساتھ قصاص عثمان لینے کا وعدہ کرنا، اور پھر کسی بھی وجہ سے تمام قاتلینِ عثمان کو اپنی انتظامیہ اور فوج میں اُن کو مکمل تحفظ دینا اور اپنے خیال و طرزِ فکر اور مسلسل عمل کے مطابق اُن کا محاسبہ نہ کرنا اور ان میں سے کسی ایک بھی متعین و مسلمہ قاتلِ عثمان سے امامِ مظلوم سیدنا عثمان شہید سلام اللہ و رضوانہ علیہ کے ''خونِ ناحق'' کا بدلہ نہ لینا اور نہ لے سکنا۔ اس فکر و عمل کے لیے دلائل دینا ''غلط اجتہاد'' تھا۔ ورنہ ہم لوگ از خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر ہرگز ہرگز کوئی ''تنقید'' یا آپ کے کسی اجتہاد و عمل کو غلط کہنے کی جراءت نہیں کر سکتے۔ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حضرت امیرِ معاویہ رضی اللہ عنہ کے ''اجتہاد و عمل'' کو غلط کہنے کی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مخالف تمام صحابہ کی طرف سے علی رضی اللہ عنہ کے ''اجتہاد و عمل'' کو غلط کہنے کو نقل کر سکتے ہیں۔

حد یہ ہے کہ تین مہینے کی جنگ میں جب رات ہو جاتی تھی تو دونوں لشکروں کے سپاہی آپس میں بیٹھ کر روتے تھے کہ بولو کیا کریں؟ وہ کہتے: ''تم علی رضی اللہ عنہ کو کہو۔'' وہ کہتے: ''تم معاویہ رضی اللہ عنہ کو کہو۔'' وہ جانتے تھے کہ ہم تو وہ ہیں جو دونوں مل کر کفار سے لڑا کرتے تھے۔ابنِ سبا پر خدا کی لعنت۔اس کی پارٹی نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قتل نہ کیا ہوتا تو آج علی و معاویہ رضی اللہ عنہما میں جھگڑا نہ ہوتا۔رات کو صفین کے میدان میں گلے ملتے اور روتے تھے۔کوئی تاریخ اٹھا لاؤ۔طبری اٹھا لاؤ، ابن کثیر میرے پاس پڑی ہے، بیٹھ جاؤ کسی دن کلاس بن کر ایک دن دکانوں اور کمائی کا ضائع کر لو تو پورے دس صفحات پڑھ کر سنا دوں۔تقریر میں نہیں جانتا، میں تو تمہارا ''ٹیوٹر'' ہوں، دین کی خاطر تمہارا نوکر ہوں، ایک ایک لفظ بھی پڑھانا پڑے تو میں تیار ہوں۔کبھی کوئی لشکر بھی ایسے ہوتے ہیں؟ کہ رات کو آپس میں ملیں اپنی حالت کا غم منائیں اور روئیں اور صبح کو لڑیں، لیکن لڑنے پر اس لیے مجبور ہیں کہ سردار ہمارا الگ تمہارا لگ۔اتفاق رائے نہیں۔اور روتے اس لیے ہیں کہ ہم کب تک لڑ لڑ کر مریں گے؟ آخر میں حضرت عمرو ابن عاص رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ جنگ انتہا تک پہنچ گئی تو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے جا کر کہا کہ:

''لڑائی تو ہم لڑیں گے، چھیالیس ہزار فوج علی کی اور بیالیس ہزار تمہاری۔یہ سوچ لو کہ انجام کیا ہوگا؟ ایک آدمی زندہ نہیں بچے گا، نہ علی (رضی اللہ عنہ) شکست مانے گا نہ تم۔سارا شام کٹ جائے گا عثمان کے لیے۔''

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے خاص احباب کے سامنے لشکر کو کہا اور عمرو ابن عاص نے بھی کہا کہ اچھی طرح سوچو شام کی حفاظت کون کرے گا اگر تم سب مر گئے؟ اور اگر عراق والے علی (رضی اللہ عنہ) کے ساتھی سب مر گئے تو پھر عراق کی حفاظت کون کرے گا؟ فکر دونوں کو پڑی ہوئی تھی۔یہ ''کفر و اسلام'' کی جنگ نہیں۔جو کہتا ہے وہ جھوٹ بولتا ہے وہ مولوی نہیں ''مکّار'' دنیا دار ہے۔وہ ''رافضیوں'' کا ایجنٹ ہے۔''

(خطاب: بہ موقع یومِ معاویہ رضی اللہ عنہ، احاطۂ معاویہ ملتان، ۳؍مارچ ۱۹۸۹ء۔مطبوعہ: الاحرار، شمارہ: ۹/۱۰)

جنگِ جمل۔جمادی الاخری ۳۶ھ:

حضرت زبیر ابن عوّام رضی اللہ عنہ، حضرت طلحہ ابن عبید اللہ یہ دونوں بزرگ ''جنگِ جمل'' میں اماں عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ تھے۔جنگ کے لیے نہیں گئے تھے۔یہ جا کر وہاں (بصرہ) یہ تحریک چلا رہے تھے کہ ''عثمان غنی رضی اللہ عنہ مظلوم قتل ہو گئے ہیں اُن کے قصاص کی تحریک منظّم کرنے کی کوشش کروں پھر علی رضی اللہ عنہ کے پاس چل کے مطالبہ کروں کہ: ''آپ عثمان رضی اللہ عنہ کا قصاص لیں''

علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کو اُن کے حامیوں اور سبائیوں نے رپورٹ پہنچائی کہ ''سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے لشکر

تیار کرلیا ہے۔آپ کے ساتھ لڑائی لڑیں گی۔'' عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور جنگ کے لیے جائیں علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ؟ کون سا ''کفر واسلام'' کا مسئلہ تھا؟ مسئلہ بڑا اہم لیکن کفار سے جہاد تو نہیں تھا؟ یہ سب سے بڑا جھوٹ اور افتراء ہے۔

''علامہ ابن حجر عسقلانی، صاحبُ الاصابہ وفتح الباری فرماتے ہیں پوری اُمت میں ایک آدمی بھی علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی جماعت کا یا کسی اور بزرگ صحابی کا ساتھی اس بات کا عقیدہ نہیں رکھتا کہ ''مَا کَانَ حَرْبُ طَلْحَةَ وَ الزُّبَیْرِ وَ عَـائِشَةَ لِـلْخِلَافَهِ'' اماں عائشہ، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی جنگ خلافت کے لیے نہیں تھی ''بَـلْ کَـانَ لِـطَلَبِ قِصَاصِ عُثْمَانَ'' یہ تو اس لیے اُٹھے تھے کہ قصاص کی تحریک چلائیں کہ جماعت بنے گی، ہمارے ساتھ مجمع ہوگا، عوام کی اکثریت ہو گی تو علی رضی اللہ عنہ سے مطالبہ کریں گے کہ ''آپ بدلہ لیں۔'' کتاب ''تاریخ الاُمم والمُلوک'' کے مصنف علامہ ابن جریر طبری جن کو سُنّی، سُنّی نہیں مانتے اور شیعہ تو سب ہی مانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں آدمی تو اپنا ہی تھا لیکن چلو خیر سُنّی بن کر اُن میں سرنگ لگا رکھی ہے ٹھیک ہے۔ جیسے اب بھی اگر ہمارا کوئی ''سُنّی واعظ'' غلط روایت بیان کرے تو شیعہ ذاکر کہتے ہیں ہمیں کیا؟ ہمارا کام تو یہ سُنّی ہو کر خود کر رہے ہیں۔ وہ تو اس وقت بولتے ہیں جب میں کوئی بولی بولوں، آواز تو فقیر کی ہے جو اُن کو چُبھ رہی ہے۔ تو یاد رکھیں جس عزیز نے مجھے متوجہ کیا کہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقابلہ میں تھے جو درست نہیں تھا تو وہ یاد رکھیں کہ وہ تو مجبور ہو کر جنگ ہوئی۔ رات کے سناٹے میں سبائیوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل کر تیر مارے جو اماّں عائشہ کے لشکر پر گرے۔ وہاں دو چار آدمی شہید ہو گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ دوبارہ جنگ شروع ہوگئی تو فوراً نکلے خیموں سے، ان میں سے دو چار دس نے جوابی تیر چلائے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں دو چار آدمی مر گئے۔ رات کے سناٹے میں دمادم فوراً ان کی فوج بھی کھڑی ہوگئی دنیا اس اچانک اور خلافِ اُمید واردات سے پاگل ہوئی اور جنگ شروع ہوگئی کوئی پتا ہی نہیں چلا سکا کہ یہ ''شیطانیت'' کس نے کی؟ جبکہ حقیقتاً یہ سب بدمعاشی سبائیوں کی تھی۔ یہ روایت جو اخبارات میں غیر معتبر رسائل اور کتب میں چھپتی ہے کہ:

''علی المرتضیٰ نے زبیر کو پکڑ کر کے کہا کہ: ''زبیر تمہیں وہ وقت یاد ہے جب میں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے اور آپ نے تم سے پوچھا کہ تم علی کو جانتے ہو؟ تم نے کہا کہ ہاں میں جانتا ہوں، پھر علی سے پوچھا کہ تم اس کو جانتے ہوں میں نے کہا ہاں بالکل میں جانتا ہوں۔ میری بہن کا بیٹا ہے۔ میری پھوپھی کا بیٹا ہے۔ انہوں نے کہا میرے ماموں کا بیٹا ہے۔ تو تم اس سے محبت کرتے ہو؟ کہا! جی ہاں میں محبت کرتا ہوں۔ پھر کہا کہ: تمہیں یاد ہے نبی علیہ السلام نے فرمایا تھا: وہ کیسا عجیب وقت ہوگا کہ تم علی کے ساتھ جنگ کرو گے اور علی حق پر ہوگا۔'' زبیر نے کہا: ہاں یاد تو آرہا ہے! تو یہ سن کر زبیر نے وہیں ہتھیار لپیٹے اور واپس چلے گئے۔''

یہی روایت بیان کی جاتی ہے نا؟ تمام رسائل و کتب میں یہی لکھا جاتا ہے نا؟ یاد رہے نہ یہ بخاری کی روایت ہے، نہ مسلم کی، نہ یہ ترمذی میں ہے، نہ ابوداؤ د میں ہے، نہ ابن ماجہ میں ہے، نہ کنز العمال میں ہے، نہ مسند ابی یعلیٰ میں ہے، نہ مجمع الزوائد میں ہے، نہ دارمی، نہ بیہقی میں، نہ دارقطنی میں کہیں بھی نہیں ہے۔ یہ روایت علی الاغلب صرف طبری نے نقل کی ہے۔ اور طبری صاحب کتنے اونچے ہو جائیں ہم ان کو ان محدثین کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں سمجھتے۔ جتنی رافضیوں کی روایات کا ذخیرہ ہے سب طبری نے جمع کیا ہے۔ نیکی کی ہے اپنی طرف سے تو بھی ہمارا حرج اور نقصان کیا ہے، اور برائی کی ہے تو بھی اس میں یہودیوں اور رافضیوں کو فائدہ ہوا ہے۔ ہمارا تو کوئی فائدہ نہیں۔ (یہ سن کر مجمع میں سے کسی نے سوال کیا کہ کیا یہ طبری عرب ہی کا باشندہ ہے؟) طبرستان ایران اور عراق کا قریباً مشترکہ علاقہ ہی سمجھئے۔ باشندہ چاہے کہیں کا ہو؟ ہمیں تو اس کے قول و عمل کو دیکھنا ہے۔ دیکھیے پیدا میں ہندوستان میں ہوا ہوں اور بات مکہ مدینہ کی کر رہا ہوں۔ اب ایک آدمی پیدا مکہ میں ہو اور بات کرے شیطان کی تو اس کی کیفیت سے ہمارے اصل مقصد میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ میں آپ کی بات سمجھ رہا ہوں۔ ایران میں پیدا ہوئے محدثین بھی۔ انہوں نے اللہ کے رسول کے صحابہ کی باتیں کیں۔ یہ آدمی عالم تھا۔ عالم ہونے میں شک نہیں۔ ایک آدمی بہت بڑا عالم ہوسکتا ہے، شیعہ ہوسکتا ہے، ایک خارجی ہو وہ عالم ہوسکتا ہے۔ ایک خارجی ادیب وخطیب کا قصہ علما میں معروف ہے، آپ سن کر خود اندازہ کر لیں کہ وہ کتنا بڑا ادیب و قادر الکلام خطیب تھا۔ اس کی زبان توتلی تھی حرف ''را'' نہیں بول سکتا تھا۔ ''رے'' کو ''لے'' کہتا تھا۔ اُس نے تقریر کی دو گھنٹے۔ کم وبیش، ذہانت اور عربی زبان پر اتنی قدرت تھی۔ لکھا ہوا ہے کلاسیکل ادب کی کتب میں دو تین گھنٹے تقریر کی اور اوّل خطاب سے آخر تک چُن چُن کر الفاظ وہ بولے جس میں (ر) نہیں آتی۔ آج کوئی ایسا کر دکھائے۔ وہ خارجی تھا۔ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا دشمن تھا۔ معاذ اللہ اور خارجیّت کا وبال اس پر پھر بھی باقی رہا اور اس کی ذہانت، قدرتِ زبان اور فصاحت و بلاغت اپنی جگہ ہے۔ ٹھیک ہے نا؟ غالب کو آپ جانتے ہیں؟ مرزا اسد اللہ خاں غالب۔ یہ کون تھے حضرت! آپ میں سے کوئی جانتا ہے؟ یہ ''ترکمان'' تھے، اور مذہباً رافضی تھے۔ ترک اور ہیں ترکمان اور قوم ہیں۔ ترک، ترکمان، ازبک، مغل، یہ اقوام ہیں۔ تو قوم کوئی بھی ہو ہمیں علم سے بحث ہے کہ کسی شخص نے ہمیں تحفہ کیا دیا؟ تو ان حضرت نے بھی نثر ونظم کے جو تحائف دیے وہ ''رافضیت کی حمایت'' میں اور ''صحابہ کے خلاف'' ہیں۔ ایک ہی جواب ہے۔ کوئی طالب علم، کوئی دانش ور، کوئی ادیب کہیں سے مجھے حوالہ تلاش کر دے۔ میرے محدود علم کے مطابق کسی مستند کتاب سے کوئی صحیح حدیث و روایت ایسی آپ نہیں لاسکیں گے کہ جس میں علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سے یہ گفتگو منقول ہو۔ اس میں بتایا گیا کہ علی رضی اللہ عنہ نے زبیر رضی اللہ عنہ کو ''ناحق'' ثابت کر دیا کہ تم جھوٹے ہو اور زبیر نے یہ بات مان لی۔ حالانکہ بخاری کی

روایت اس کے مقابلے میں اس کی تردید کرتی ہے کہ ''زبیر نے آخر دم تک جنگ کی ہے۔ اپنا محاذ نہیں چھوڑا۔''

اب میں پہلی روایت بھی پڑھ دوں اور دوسری بھی پڑھ دوں۔ طبری کی روایت سن لیجئے۔ وہ کہتے ہیں:

''كَانَ الْقِتَالُ يَوْمَئِذٍ فِي صَدْرِ النَّهَارِ مَعَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ......

کتاب مشہور ہے ''تاریخ طبری'' جس کا اصل نام ہے ''تاریخ الأمم والملوک''۔ ۳۶ھ کے حالات ''بیانِ جنگِ جمل'' طبری صاحب لکھتے ہیں کہ اس دن لڑائی دن کے شروع میں جو ہو رہی تھی اس میں طلحہ اور زبیر کے ساتھ جنگ ہوئی۔ کس کی؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی۔ لوگ بھاگ گئے۔ اور یہ روایت کیا کہتی ہے؟ کہ علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے زبیر کو بلایا کہ: ''تم یاد کرلو وہ حدیث تم ناحق پر ہو، تم محاذ چھوڑ کے بھاگ جاؤ۔'' یہی خلاصہ ہے نا اس روایت میں تو، وَعَائِشَةُ تَوَقَّعُ الصُّلْحَ اور اماں عائشہ رضی اللہ عنہا نے حقیقتاً کوئی شکست نہیں مانی۔ ایک وہ عورت، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ اہلِ علم اور محبوب بیوی، اُمّ المؤمنین پھر علی کی روحانی ماں، فاطمہ کی سوتیلی ماں، پوری اُمّت کی ماں، عورت ذات۔ وہ فوج کی کمانڈر بن کر نہیں آئی تھیں۔ اُمّ المؤمنین کی حیثیت سے مسلمانوں کو لے کر علی کے پاس خونِ عثمان کا بدلہ لینے کی سفارش بہ طور تحریک لے کر آئی تھیں۔ انہوں نے اگر مقابلہ کیا پھر علی المرتضیٰ کے لشکر میں چھپے ہوئے سبائیوں کا عورت ہو کر تو مردوں کے لیے ڈوب مرنے کا مقام ہے۔ جس عورت نے کبھی گھر سے قدم باہر نہیں نکالا تھا۔ یہ چھے سال کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔ نو سال کی ہوئیں تو دلہن بن کر نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں آئیں۔ اٹھارہ سال کی ہوئیں تو نبی اُن کو بیوہ چھوڑ کر دنیا سے تشریف لے گئے۔ وہ میدان میں کھڑی ہیں اور چالیس ہزار کا لشکر ان کو حقیقتاً شکست نہیں دے سکا۔

طبری کی عبارت حسبِ ذیل ہے:

كَانَ الْقِتَالُ يَوْمَئِذٍ فِي صَدْرِ النَّهَارِ مَعَ طَلْحَةَ وَ الزُّبَيْرِ فَانْهَزَمَ النَّاسُ وَ عَائِشَةُ تَوَقَّعُ الصُّلْحَ (تاریخ طبری، بیانِ جنگ جمل، احوال ۳۶ھ، جلد: ۳)

جنگ جمل کے موقع پر (حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر کی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سردارانِ لشکر) حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہما کے ساتھ دن کے اوّل حصہ میں۔ جنگ ہوتی رہی بالآخر پسپا ہو گئے۔ حالانکہ اس وقت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا صلح کی اُمید لگائے ہوئے تھیں۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دن کے پہلے حصہ میں جب تک جنگ جاری رہی اس وقت۔ یعنی اختتامِ جنگ تک حضرت طلحہ وزبیر رضی اللہ عنہما جنگ میں مصروف رہے نہ پیچھے ہٹے اور نہ واپس ہوئے۔ تو پھر مشہور قصہ کے مطابق

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ محاذ کو چھوڑ کر لشکرِ اُمّ المؤمنین کی پچھلی صف میں کب اور کیسے جا پہنچے؟ اور حضرت زبیر، حضرت علی رضی اللہ عنہما کی کوئی گفتگو یا پیغام سن کر خدانخواستہ اُمّ المؤمنین اور اپنے کو غیرِ حق پر سمجھتے ہوئے اُمّ المؤمنین کا ساتھ چھوڑ کر کب اور کیسے غیر جانب دار اور اپنے لشکر سے جدا ہو گئے۔ جب کہ ان دونوں اکابر کی دینی شخصیت وحیثیت اور تحریکِ مطالبۂ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ میں مرکزی مقام کی وجہ سے ہی فوجِ علی کی یلغار کا پورا رُخ اور پورا زور انہی حضرات کو قیادت اور محاذ پر رہنمائی اور اظہارِ شجاعت وفدائیت سے روکنے اور ہٹانے پر صرف ہو رہا تھا۔ چنانچہ اس جنگ میں حضرت زبیر کے تا دمِ آخر موجود وثابت قدم رہنے اور غیر جانب دار ہو کر لشکرِ اُمّ المؤمنین سے جدا اور واپس نہ ہونے کی تائید میں حسبِ ذیل دو مستقل روایات ملحوظ رکھیں۔ پہلی اسی طبری کا حصہ ہے:

عن مُحَمَّدٍ وَّ طَلْحَة قَالَا وَ لَمَّا انْهَزَمَ النَّاسُ فِی صَدْرِ النَّهَارِ نَادَیٰ الزُّبَیْرُ اَنَا الزُّبَیْرُ! اِلَیَّ اَیُّهَا النَّاسُ. (طبری، جلد:۳)

محمد اور طلحہ سے روایت ہے، انہوں نے بیان کیا کہ جب لوگ دن کے اوّل حصہ میں پسپا ہوئے تو (اُن کو حوصلہ دلانے اور مستقیم رکھنے کے لیے) حضرت زبیر نے آواز دی کہ ''میں زبیر (محاذ پر قیادت وفدا کاری کے لیے) زندہ موجود ہوں، لوگو (پیچھے نہ ہٹو بلکہ تا آخر لڑنے کے لیے) میرے پاس آؤ۔

دوسری روایت اِسی جنگِ جمل کے متعلق سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کے فرزند ارجمند حضرت عبداللہ بن زبیر جو اس عظیم معرکہ میں اپنی مخدومۂ کونین خالہ سیدہ اہلِ بیت اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عزت وحرمت کی حفاظت اور تحریکِ طلبِ قصاصِ عثمان رضی اللہ عنہ کی خاطر مسلط کی گئی جنگ میں وفا شعاری اور فدا کاری کے لیے اپنے عظیم المرتبت والدِ گرامی کے رفیق وہم رکاب تھے۔ ان کی زبانی اصح الکتب بعد کتاب اللہ صحیح البخاری کے حوالہ سے منقول ہے! حضرت ابن زبیر فرماتے ہیں:

لَمَّا وَ قَفَ الزُّبَیْرُ یَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ فَقَالَ یَا بُنَیَّ لَا یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ وَ اِنِّی لَا اَرَانِیْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْیَوْمَ مَظْلُوْمًا.

جب (میرے والدِ ماجد شہیدِ مظلوم) حضرت زبیر رضی اللہ عنہ معرکۂ جمل کے دن محاذ پر کھڑے ہوئے تو انہوں نے مجھے بلایا اور جب میں اُن کے پاس آ کھڑا ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ ''اے میرے بیٹے آج کے دن قتل ہونے والے یا ظالم ہیں یا مظلوم ہوں گے، اور مجھے یقین ہے کہ میں آج جلد ہی ''مظلوم'' قتل ہوں گا۔

(خطاب: بہ موقع یومِ معاویہ رضی اللہ عنہ، احاطۂ معاویہ ملتان، ۳؍مارچ ۱۹۸۹ء۔ مطبوعہ: الاحرار، شمارہ ۱۳، ۱۴، جلد: ۲۰)

شاہ بلیغ الدین رحمۃ اللہ علیہ

خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا

(وصال: ۴ر رمضان المبارک، ۱۱ھ مدینہ منورہ)

ماں نے دعا مانگی کہ......الہ العٰلمین! میرے لال کو صحت نصیب ہو تو تیری جناب میں شکرانے کے لیے یہ تیری ناچیز بندی تین روزے رکھے گی! حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے، حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا کہ...... اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی پکار سنوں؟ کون مجھ سے پناہ مانگتا ہے کہ میں اسے پناہ دوں؟ کون توبہ کرتا ہے کہ میں اس کی توبہ قبول کروں!

ماں کے بے قرار دل سے جو صدائیں اٹھیں وہ تو سیدھی عرش تک جا پہنچیں۔ ہر ماں کے لیے قبولیت کے بڑے درجے ہیں۔ یہ ماں جس کی دعا کا ذکر ہے وہ تو خاتونِ جنت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھیں، نبی کی راج دلاری، ان کی دعا کا کیا کہنا! مالک الملک نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ انھوں نے شکرانے میں روزے رکھے۔ افطار کا وقت قریب آیا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بڑی فکر ہوئی۔ گھر پر کھانے کے لیے کچھ نہ تھا۔ آخر انہوں نے اپنی زرہ اٹھائی ایک جگہ گروی رکھ کر جَو لے آئے، اتنے کہ دو چار دن کا کام چل جائے۔ جَو آئے تو سیدۃ النساء نے چکی میں پیسے اور آٹا گوندھ کر روٹیاں پکائیں۔ گھر کا کام کاج حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا خود کرتی تھیں۔ برتن دھونا، کپڑے سینا، گھر جھاڑنا، چکی پیسنا، روٹی پکانا کوئی گھریلو کام ایسا نہ ہوتا تھا جو نبی زادی خود نہ کرتی تھیں۔ یہی حال تمام اُمہات المؤمنین کا بھی تھا۔

افطار کے وقت سب کو کھلا کر خود کھانے بیٹھی تھیں کہ دروازے سے ایک آواز کانوں میں آئی۔ کوئی بھوکا بے کس بے چارہ اللہ کی راہ میں روٹی مانگ رہا تھا۔ آپ سے رہا نہ گیا۔ اٹھیں اپنی روٹی اسے دے آئیں۔ آخر کو کس کی بیٹی تھیں؟ جو منہ کا نوالہ بھی دوسروں کو دے دیتے تھے۔ نیکوں کی پہچان قرآن نے یہی بتائی ہے کہ جو رزق اللہ کی طرف سے انہیں ملتا ہے وہ اسے بانٹ کر کھاتے ہیں۔

دوسرا دن آیا تو سیدۃ النساء رضی اللہ عنہا کا پھر روزہ تھا، افطار کا وقت آیا تو عجیب اتفاق کہ آج بھی وہی صورت پیش آئی۔ اس مرتبہ مانگنے والا ایک لڑکا تھا جو بھوک سے رو رہا تھا۔ باہر نکل کر نبی زادی نے حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ یتیم

ہے اور کئی وقت کا بھوکا ہے، آپ نے اُسے بلایا اپنے سامنے بٹھا کر اپنے حصے کی روٹی کھلا دی اور خود اللہ کا شکر ادا کر کے تھوڑا بہت جو بچ رہا کھالیا۔ بھوک البتہ مٹی نہیں۔

تیسرے دن آخری روزہ تھا۔ جس طرح روزے رکھ رہی تھیں اس سے کمزور ہوگئی تھیں، لیکن خوش تھیں۔ تیسرا دن بھی یادِ الٰہی اور گھر کے کام کاج میں گزرا تو افطار کے وقت روٹی کھانے بیٹھیں جانے اللہ کو کیا منظور تھا کہ کھاتے وقت پھر کانوں میں سائل کی آواز آئی یہ مانگنے والا ایک مسافر تھا اور مستحقِ امداد تھا۔ حکم ہے ”وَ اَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنْهَرْ“(۱) کہ سائل کو نہ جھڑکو۔ یہاں تو کسی بے کس کی آواز سن کر ہی خدا کا خوف طاری ہو جاتا تھا۔ چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اٹھیں، تیسرے دن کی روٹی بھی اس مسافر کو دے دی۔ حالت یہ ہوگئی تھی کہ روٹی دے کر دروازے سے لوٹیں تو کمزوری سے چکرا کر گر پڑیں۔

انفاق فی سبیل اللہ یعنی اللہ کی راہ میں دینا پرہیز گاروں کی خصوصیت ہے۔ منافق کبھی ایسا کر ہی نہیں سکتا اس کے ذہن میں ہمیشہ یہ ہوگا کہ...... پہلے گھر کے لیے تو پھر مسجد کے لیے چراغ! سچے اور اچھے مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس بات پر پورا بھروسہ رکھتے ہیں کہ اس کی راہ میں خرچ کیا ہوا مال کبھی ضائع نہیں جاتا۔ سورۂ توبہ کی ایک آیت کا مطلب ہے...... تھوڑا بہت جو کچھ بھی کسی مسلمان کی طرف سے اللہ کی راہ میں خرچ ہوگا وہ اللہ سے قریب کرے گا جہاد کے لیے جو گھاٹی بھی وہ پار کریں گے اسے ان کے حساب میں لکھ لیا جائے گا تاکہ انہیں صلہ عطا ہو۔ سورۂ توبہ ہی میں ہے کہ انفاق رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے رحمت کی دعائیں لینے کا ایک ذریعہ بھی ہے۔ منہ کا نوالہ اللہ کی راہ میں دے دینا بہت بڑی بات ہے۔ یہ صرف انہیں کا کام ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی قربت حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے کہ ”اَلَا اِنَّهَا قُرْبَةٌ لَّهُمْ سَيُدْخِلُهُمُ اللّٰهُ فِىْ رَحْمَتِهٖ“(۲) ہاں وہ ضرور ان کے لیے اللہ سے قریب ہونے کا ذریعہ ہے اور اللہ ضرور ان کو اپنی رحمت میں داخل کرے گا۔

(۱)　سورۃ الضحیٰ　　(۲)　سورۃ التوبہ:۹۹

☆......☆......☆

مفتی سید عبدالکریم گمتھلوی رحمہ اللہ

رمضان شریف کے احکام وفضائل

ماہِ رمضان کی فضیلت:

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ شعبان کے آخری روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ میں فرمایا (غالباً آخری تاریخ کو جمعہ واقع ہوا ہوگا یا جمعہ نہ ہوگا تو ویسے ہی وعظ فرمایا ہوگا) اے لوگو! تحقیق سایہ ڈالا تم پر ایک بڑے مہینے نے برکت والے مہینے نے، وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس میں ایک رات ایسی (آتی) ہے جو کہ ہزار مہینے سے بڑھ کر ہے۔ (یعنی لیلۃ القدر) اللہ تعالیٰ نے اس (ماہ) کے روزے فرض کیے اور رات کا قیام تطوع قرار دیا (تطوع کا لفظ کبھی سنت مؤکدہ پر بھی بولا جاتا ہے۔ چنانچہ یہاں سنت مؤکدہ ہی مراد ہے کیونکہ تراویح کا سنت مؤکدہ ہونا ثابت ہے جیسا کہ تراویح کے بیان میں آئے گا) جس نے اس (ماہ) میں کوئی نیک خصلت (از قبیلِ نوافل) ادا کی وہ اس کے مانند ہوتا ہے جس نے رمضان کے سوا (کسی دوسرے ماہ) میں فرض ادا کیا ہو اور جس نے اس ماہ میں فرض ادا کیا وہ ایسا ہوتا ہے جیسا کہ اور دنوں میں ستر فرض ادا کیے ہوں۔ اور وہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر ایسی چیز ہے کہ اس کا بدلہ جنت ہے اور غم خواری کا مہینہ ہے (کہ اُس میں فقرا کی زیادہ غم خواری کی جاتی ہے) اور ایسا مہینہ ہے کہ اُس میں مؤمن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جس میں اس نے رزہ دار کو افطار کرایا اس کو گناہوں سے بخشش اور دوزخ کی) آگ سے نجات حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کو روزہ دار کے برابر ثواب ملتا ہے۔ بدوں اس کے کہ روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی کی جاوے۔

ہم نے عرض کیا اے رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں ہر شخص ایسا نہیں جو روزہ دار کو افطار کرانے کی مقدور رکھتا ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہ ثواب تو اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتا ہے جو کہ روزہ دار کو دودھ کی ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا ایک پانی کا گھونٹ (وغیرہ) سے افطار کرادے اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کھانا کھلاوے اس کو اللہ تعالیٰ میرے حوض (یعنی حوضِ کوثر) سے سیراب کرے گا کہ پھر اس کو جنت میں داخل ہونے تک پیاس ہی نہ لگے گی (اور یہ معلوم ہی ہے کہ جنت میں پیاس نہیں۔) پس پیاس سے ہمیشہ کے لیے بے فکری ہوجاتی ہے۔ حق تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت لازوال نصیب فرماوے۔ آمین ثم آمین۔

اور وہ ایسا مہینہ ہے کہ اس کا اوّل (حصہ) یعنی عشرہ اولیٰ رحمت ہے اور درمیان اس کا مغفرت ہے اور اخیر اس کا آگ سے آزادی ہے اور جس نے اپنے باندی غلام سے بوجھ ہلکا کیا اس ماہ میں اس کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے اور (دوزخ) کی آگ سے آزاد کردیتا ہے۔ (بیہقی)

اور ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تمہارے پاس رمضان آگیا ہے، مبارک مہینہ۔ اللہ تعالیٰ نے

اس کے روزے تم پر فرض کیے ہیں، اس میں آسمان کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنائے جاتے ہیں۔ اللہ کی (بنائی ہوئی) اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو شخص اس رات کی خیر (و برکت) سے محروم رہا وہ بالکل محروم رہا۔

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب کہ رمضان شروع ہو چکا تھا) بے شک یہ مہینہ آیا تمہارے پاس اور اس میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے جو اس سے محروم رہا پس وہ سب بھلائیوں سے محروم رہا۔ اور نہیں محروم ہوتا اس سے کوئی مگر ہر بد نصیب۔ (ابن ماجہ)

ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہٗ نے اے مؤمنو! فرض کیے گئے تم پر روزے جیسا کہ فرض کیے گئے تھے تم سے پہلے لوگوں پر تا کہ تم بچو (گناہوں سے اور دوزخ کی آگ سے)۔

روزے کے فضائل و آداب:

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ماہِ رمضان کی پہلی رات ہوتی ہے تو قید کر دیے جاتے ہیں شیطان اور سرکش جنات اور دوزخ کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں۔ پس نہیں کھولا جاتا ان میں کوئی دروازہ (پورے مہینہ تک) اور جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔ پس ان میں سے کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا اور پکارتا ہے پکارنے والا، اے خیر کے طلب گار آگے بڑھ اور اے برائی کا ارادہ کرنے والے رک جا۔ اور اللہ کے ہاں بہت سے لوگ (بہ برکت ماہِ رمضان) دوزخ سے آزاد کیے ہوئے ہیں۔ اور یہ ندا اور پکار ہر رات ہوتی ہے۔ (ترمذی و ابن ماجہ و احمد)

ارشاد فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی آدم کا ہر عمل بڑھایا جاتا ہے (اس طرح کہ) ایک نیکی دس گنا ہوتی ہے سات سو گنا تک۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے مگر روزہ کہ وہ میرے لیے ہے اور میں خود اس کی جزا دوں گا۔ چھوڑتا ہے (روزہ دار) اپنی خواہش کو اور اپنے کھانے (پینے) کی میری وجہ سے روزہ دار کے واسطے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اپنے رب سے ملنے کے وقت ہوگی۔ اور بالضرور روزہ دار کے منہ کی بو اللہ کے نزدیک مشک سے زیادہ اچھی ہے (اس سے یہ خیال نہ کیا جائے کہ پھر مسواک کرنا اچھا نہ ہوگا کیونکہ مسواک کے بعد بھی وہ بو خلو معدہ کے باعث آتی ہے، زائل نہیں ہوتی۔ مسواک سے تو فقط دانتوں کی بدبو دور ہو جاتی ہے) اور روزہ ڈھال ہے (دوزخ سے) اور جب تم میں سے کسی کے روزے کا دن ہو تو اس کا چاہیے کہ نہ فحش بات کہے اور نہ بے ہودہ چلائے۔ پس اگر کوئی اُس کو برا کہے یا اس سے کوئی جھگڑا کرنے لگے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں (متفق علیہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس شخص نے (روزہ رکھ کر بھی) بے جا بات کہنا اور اس پر عمل کرنا نہیں چھوڑا۔ اللہ تعالیٰ کو اس کے کھانے اور پینے کو چھوڑنے کی حاجت نہیں ہے۔ (یعنی اس روزہ کو قبول نہیں کرتا) بخاری۔

ارشاد فریا کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے (متفق علیہ) اور نیز ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی

افطار کرے تو اس کو چاہیے کہ کھجور سے افطار کرے کیونکہ وہ برکت (کا سبب) ہے۔ پس اگر کسی شخص کو کھجور نہ ملے تو اس کو چاہیے کہ پانی پر افطار کرے کیونکہ وہ پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب افطار فرماتے تو یہ دعا پڑھتے:

اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَ عَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ.

اور یہ بھی فرمایا کرتے تھے:

ذَھَبَ الظَّمَاءُ وَابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَ ثَبَتَ الْاَجْرُ اِنْ شَاءَ اللّٰہ.

پیاس گئی اور رگیں تر ہوئیں اور اجر ثابت ہو گیا اگر اللہ نے چاہا۔ (ابوداؤد)

تراویح اور تلاوتِ قرآن شریف کے فضائل وآداب:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رمضان کا روزہ فرض کیا ہے اور میں نے اس (کی راتوں) کا جاگنا (یعنی تراویح پڑھنا) مسنون کیا ہے۔ پس جس شخص نے صرف ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے اس کے روزے رکھے اور اس (کی راتوں) میں (تراویح کے واسطے) قیام کیا۔ وہ گناہوں سے ایسا نکل جاتا ہے جیسا کہ اس دن تھا جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ (عین الترغیب عن النسائی)

ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے بخش دیے گئے اس کے گزشتہ گناہ۔ اور جس نے رمضان میں قیام کیا (یعنی تراویح پڑھی) ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے اس کے (بھی) گزشتہ گناہ بخش دیے گئے اور جس شخص نے ایمان اور طلب ثواب کی وجہ سے لیلۃ القدر کو شب بے داری کی، اس کے (بھی) گزشتہ گناہ بخش دیے گئے۔ (متفق علیہ)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ روزہ اور قرآن بندے کی شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا اے میرے رب! میں نے اس کو کھانے سے اور خواہشوں سے دن بھر روکا۔ پس اس کے لیے میری شفاعت قبول فرما اور قرآن شریف کہے گا میں نے اس کو رات سونے سے روکا۔ پس اس کے بارے میں میری شفاعت قبول فرما۔ پس دونوں کی شفاعت قبول ہو جائے گی۔ (بیہقی)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کے بہت روزہ دار ایسے ہیں کہ ان کو روزے سے پیاس کے سوا کچھ حاصل نہیں اور بہت شب بے دار ایسے ہیں کہ ان کو خوابی کے سوا کچھ حاصل نہیں (دارمی)

جو لوگ روزہ کے اور شب بے داری کے حقوق ادا نہیں کرتے، اس حدیث شریف سے اُن کو سبق حاصل کرنا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قولِ خداوندی ''وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا۔'' کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو خوب صاف صاف پڑھ کر اور کھجوروں کی طرح اس کو منتشر نہ کرو اور نہ شعر کی

طرح جلدی پڑھو، اس کے عجائب میں ٹھہر کر غور کرو اور اس کے ساتھ دلوں کو متاثر کرو اور تم میں سے کوئی شخص (بلا سوچے سمجھے) آخر سورت (تک پہنچنے) کا ارادہ نہ کرے (الدر المنثور عن العسکری فی المواعظ عن علی رضی اللہ عنہ)

اور حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے:

''اے کپڑوں میں لپٹنے والے (نبی صلی اللہ علیہ وسلم) رات کو کھڑے رہا کو مگر تھوڑی سے رات یعنی آدھی رات یا اس سے کچھ کم کر دیجیے یا کچھ زیادہ کر دیجیے اور قرآن خوب صاف صاف پڑھا کرو۔ (اس حدیث شریف اور آت مبارک پر ان لوگوں کو خاص طور سے خیال کرنا چاہیے جو تراویح میں قرآن شریف بے تیزی سے پڑھنے کو فخر سمجھتے ہیں۔

شبِ قدر اور اعتکاف کے مسائل:

ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہٗ نے:

''اور نہ مباشرت کرو (یعنی بدن بھی نہ ملنے دو) عورتوں سے جس زمانہ میں کہ تم معتکف ہو مسجد میں''

(اعتکاف کرنا بھی سنت ہے) خاص کر عشرہ اخیرہ میں تو ہر بستی میں (خواہ وہ شہر ہو یا گاؤں) کم از کم ایک شخص کا اعتکاف میں بیٹھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر بستی بھر میں کوئی بھی بیٹھے تو سب کو ترکِ سنت کا گناہ ہوگا۔ جس طرح جنازہ کی نماز ان مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے جن کو اطلاع ہو، اسی طرح ہر شہر اور گاؤں پر عشرہ اخیرہ کا اعتکاف سنت کفایہ ہے۔

نیز ارشاد فرمایا حق تعالیٰ شانہٗ نے کہ: ''لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار ماہ سے''

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے قیام کیا شب قدر میں ایمان اور طلبِ ثواب کی وجہ سے بخش دیے گئے اس کے گزشتہ گناہ۔ (متفق علیہ) و نیز ارشاد فرمایا کہ رمضان میں ایک رات ہے جو ہزار ماہ سے بہتر ہے۔ جو اس کی خیر سے محروم رہا وہ بالکل ہی محروم رہا۔ (احمد و نسائی)

سعید بن المسیّب نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر کو عشا کی جماعت میں حاضر ہو گیا اس نے اس میں سے حصہ پا لیا۔ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حدیث شریف میں محروم ہونے والے سے وہ مراد ہے جو اس روز جماعت میں بھی شامل نہ ہوا ہو، اس سے بڑھ کر کیا آسانی ہوگی۔ (مؤطا امام مالک)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا معتکف کے بارے میں کہ وہ گناہوں سے بچتا ہے اور اس کے لیے نیک عمل (یعنی جن سے اعتکاف مانع ہو مثلِ عیادت وغیرہ) جاری کیے جاتے ہیں۔ جیا اس کہ اُن اعمال کے کرنے والے کو ثواب ملتا ہے (ایسا ہی معتکف کو بھی ملتا ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے رمضان میں دس روز کا اعتکاف کیا وہ اعتکاف دو حج اور دو عمرے کے مانند ہے (ترغیب عن البیہقی)

ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تلاش کرو تم شب قدر کو اخیر عشرہ میں رمضان کے۔ (بخاری)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جب عشرۂ اخیر داخل ہوتا تو کمر مضبوط باندھ لیتے (یعنی

عبادت کا بہت زیادہ اہتمام کرتے اور شب بے داری کرتے اور اپنے گھر والوں (یعنی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو اور صاحبزادیوں کو جگاتے، متفق علیہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر مجھے (کسی طرح یعنی کسی نشانی یا کشف وغیرہ سے معلوم ہو جاوے) شبِ قدر معلوم ہو جائے کہ فلاں رات میں ہے تو میں اس میں کیا کہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''**اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّی.** '' کہو اے اللہ! تو معاف کرنے والا ہے، معاف کرنے کو پسند رکھتا ہے۔ پس میرے گناہ معاف فرما دے۔ (احمد و ابن ماجہ و ترمذی)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا لیلۃ القدر کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ہر رمضان میں ہوتی ہے۔ (ابوداؤد)

حق تعالیٰ شانہٗ نے ارشاد فرمایا ہے قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی اور جفت کی طاق کی اور رات کی جب وہ چلے۔

فائدہ: یہاں دس راتوں سے مراد عشرۂ اخیرہ کی دس رات ہیں۔ (کما فسرہ ابن عباس کذا فی الدر المنثور) پس ان کی قسم کھانے سے بڑی فضیلت معلوم ہوئی۔

علماء حق کا ترجمان
المیزان
ناشران وتاجرانِ کتب
دینی، تاریخی، سیاسی، ادبی اور اصلاحی کتابوں کا معیاری ادارہ
دینی مدارس کے طلباء کے لیے وفاق المدارس کا تمام نصاب سب سے زیادہ رعایتی قیمت پر
الکریم مارکیٹ اردو بازار لاہور 042-37122981-37217262

الغازی مشینری سٹور
ہمہ قسم چائنہ ڈیزل انجن، سپیئر پارٹس
تھوک و پرچون ارزاں نرخوں پر ہم سے طلب کریں
بلاک نمبر 9 کالج روڈ، ڈیرہ غازی خان 064-2462501

نعت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

مولانا ابوالکلام آزادؒ

موزوں کلام میں جو ثنائے نبی ہوئی
تو ابتدا سے طبعِ روفاں منتہی ہوئی

ہر بیت ، میں جو وصفِ پیمبر رقم کیے
کاشانۂ سخن میں بڑی روشنی ہوئی

ظلمت رہی نہ پرتوِ حسنِ رسول سے
بیکار اے فلک شبِ مہتاب بھی ہوئی

ساقیٔ سلسبیل کے اوصاف جب پڑھے
محفل تمام مستِ مئے بے خودی ہوئی

دل کھول کر رسول سے میں نے کیے سوال
ہرگز طلب میں عار نہ پیشِ سخی ہوئی

تاریک شب میں آپ نے رکھا جہاں قدم
مہتابِ نقش پا سے وہاں روشنی ہوئی

ہے شاہِ دیں سے کوثر و تسنیم کا کلام
یہ آبرو تمام ہے حضرت کی دی ہوئی

سالک ہے جو کہ جادۂ عشق رسول کا
جنت کی راہ اس کے لیے ہے کھلی ہوئی

آزاد اور فکر جگہ پائے گی کہاں
الفت ہے دل میں شاہِ زمن کی بھری ہوئی

محمد سلمان قریشی

منقبت در مدحِ خلیفۃ الرّسول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

ہر قدم ہم کو ملا ہے حوصلہ صدیقؓ سے
عزم و ہمت کا ہے سارا سلسلہ صدیقؓ سے
عکسِ سرکارِ دو عالمؐ ہیں صحابہؓ بالیقین
ہے کمال اُن کا عیاں پھر باوفا صدیقؓ سے
متقی وہ ہیں جنھوں نے آپؐ کی تصدیق کی
بینِ قرآں کہہ رہا ہے یہ خدا صدیقؓ سے
غم ہمیں کچھ بھی نہیں جب ساتھ اپنے ہے خدا
غار میں فرما رہے ہیں مصطفیٰؐ صدیقؓ سے
غم بھلانے کے لئے اپنے رسول اللہؐ نے
زوجیت کو مانگ لی ہے عائشہؓ صدیقؓ سے
منہ کی کھائی بدر و خیبر، اُحد کے میدان میں
کفر و باطل کا ہوا جب سامنا صدیقؓ سے
وقتِ رحلت سب صحابہؓ کی قیادت کے لئے
کہہ رہے ہیں سیّدِ ہر دوسراؐ صدیقؓ سے
دعویٰ ہو جھوٹی نبوت کا کہ اِنکارِ زکوٰۃ
سارے فتنوں کا ہوا پھر خاتمہ صدیقؓ سے
انبیاء کے مال کا وارث کوئی ہوتا نہیں
قول یہ سرکارؐ کا ہم نے سنا صدیقؓ سے
لب پہ پھر باغِ فدک کا نام تک آیا نہیں
مطمئن ایسی ہوئیں پھر فاطمہؓ صدیقؓ سے
بنتِ آقاؐ کے جنازے کی امامت کے لئے
التجا یہ کر رہے ہیں مرتضیٰؓ صدیقؓ سے
حفظِ ناموسِ رسالتؐ کی چلی جب بات تو
اہلِ ایماں کو ملا پھر ولولہ صدیقؓ سے
میں ہوں صدیقی مجھے سلمانؔ کیوں نہ ناز ہو
حوصلہ حضرت علیؓ کو خود ملا صدیقؓ سے

ساغر صدیقی

ماہِ صیام......خیر مقدم

عبادت کا مہینہ آ گیا ہے
گناہوں کو پسینہ آ گیا ہے

نبی کے عشق میں بے تاب رہنا
شفاعت کا قرینہ آ گیا ہے

نگارِ وقت کی انگشتری میں!
تقدس کا نگینہ آ گیا ہے

مقامِ طور و سینا دو قدم ہے
چلو! رحمت کا زینہ آ گیا ہے

مدد! اے ناخدائے بحرِ ہستی
کہ طوفاں میں سفینہ آ گیا ہے

اُٹھو! آئینِ قرآں کو جگائیں
مجھے اذنِ مدینہ آ گیا ہے

خوشا! ساغؔر کہ دامان طلب میں
مرادوں کا خزینہ آ گیا ہے!

ابوطلحہ عثمان ایم اے

یہ راستے کدھر جاتے ہیں؟

ایک بچہ دوست کے ساتھ جا رہا تھا، راستہ نیا تھا اس نے پوچھا بھیّا آپ کو معلوم ہے یہ راستہ کہاں جاتا ہے؟ اس نے کہاں ہاں ہسپتال کو جاتا ہے۔ پہلے بچے نے کہا تو پھر ہم اس پر کیوں جائیں؟ ہسپتال جاتا ہے تو یقیناً بیمار ہوگا۔ ہمیں بھی بیماری لگ جائے گی۔

بچے کو تو ہسپتال جانے والے رستے پر جانے سے ڈر لگا اور وہ اس پر جانے سے خوف زدہ ہو کر کسی اچھے راستے کی تلاش میں واپس چلا گیا۔ مگر کیا آج ہم پاکستانی لوگ بچوں سے بھی زیادہ نادان ہیں کہ ابدی جہنم جانے والے راستوں پر بک ٹُٹ دوڑ رہے ہیں۔ دعویٰ ہے مسلمان ہونے کا مگر رشوت لیتے ہیں۔ دعویٰ ہے مسلمان ہونے کا مگر جھوٹ بے دھڑک بولتے ہیں۔ دعویٰ ہے مسلمان ہونے کا مگر دیانت، امانت ہم کہیں دور چھوڑ آئے ہیں۔ دعویٰ ہے مسلمان ہونے کا مگر دوسروں کو دھوکا فریب اور اپنے جور و جفا کا شکر کرنے میں ہم طاق ہیں۔ دعویٰ ہے مسلمان ہونے کا مگر اللہ اور اُس کے رسول سے جنگ لڑنے میں ہم بے باک ہیں۔ دعویٰ ہے مسلمانی کا مگر کوئی ہم سے کلمۂ توحید یا التحیات سنانے کا سوال کرے تو ہمارے چہرے پر ہوائیاں اُڑنے لگیں۔ دعویٰ ہے مسلمانی کا مگر قل ھواللہ احد ہمیں نہیں آتی اُس کا معنیٰ و مفہوم کیا ہے اس کا تو سوال ہی نہیں۔ دعویٰ ہے مسلمانی کا مگر دن رات دین کی محنت کرنے والوں اور پوری زندگی اللہ اور رسول کی راہ دکھانے، قرآن وحدیث اور فقۂ اسلام کی تعلیم اور دعوت دینے والوں کی تضحیک ہمارا شیوہ ہے۔ دعویٰ ہے مسلمانی کا مگر علماءِ اسلام کو پکّی روٹی کا طعنہ دے کر خود قرآن کے چالیس پاروں کی تعلیم کے ٹھیکے دار بنتے ہیں...... اور ہاں سود پر تو صرف لیکن صرف نہیں، اللہ رسول سے کھلی جنگ مگر جہنم نامزد نہیں، اگر چہ نتیجہ جہنم ہی ہے تاہم قتلِ مسلم پر جہنم کی طویل راہ نہایت مختصر ہو کر اسی ناپائیدار زندگی میں ''جزاءہٗ جہنم'' بدلہ جہنم ہے کا اعلان واجب الاذعان پھر ساتھ خالداً فیہا...... ہمیشہ ہمیشہ کا خسران خلودِ جہنم، غضبِ الٰہی، لعنت اور ابدی عذاب غزیز ذوانتقام کی طرف سے معین ہو چکا۔ کیا ہمیں نہیں معلوم کہ یہ تمام راستے جہنم کو جاتے ہیں۔ جو کوئی بھی ان راستوں پر چلے گا آخری ٹھکانہ اُس کا جہنم ہوگا۔

اعلان ہوا ''وَ سَاءَ تْ مَصِیْراً'' اس راستے کا انجام نہایت بد، نہایت خوف ناک ہے۔ ان راستو پر فرد چلے گا

تو یہی انجام ہوگا جماعت چلے گی تو یہی نتیجہ، عام آدمی چلے گا تو خود ذمہ دار، اکیلا گرفتار ہوگا۔ اربابِ اقتدار چلیں گے تو وہ گرفتارِ بلا ہوں گے۔

یہ کیا بات ہوئی کہ وزیرِ باتدبیر ہوکر راہِ بے تدبیر کو اپنے پاؤں کی زنجیر بنالیں۔ اگر اُنہیں معلوم نہیں تو جان لیں کہ صرف اعلان کرنے سے، اعلان کرتے رہنے سے مسئلہ حل نہیں گا۔ ہم اپنے ملک کو دوسرے ملک کے خلاف استعمال نہیں ہونے دیں گے۔ اور پھر پڑوسی مسلمان ملک افغانستان کے خلاف حملہ آور صلیبیوں کو سپلائی بحال رکھیں اور اس کا معنیٰ اپنی ناقص فہم کے مطابق یہ لینا کہ طالبان اور اہلِ ایمان مجاہدین کو تو جہاد سے روکیں گے۔ اُن کی راہوں میں روڑے اٹکائیں گے۔ اگر اُنہیں پکڑنے میں کامیاب ہوئے تو اُنہیں اٹھالائیں گے مگر اہلِ کفر مجوس و ہنود اور نصاریٰ و یہود کو اپنے ملک کی بحر و بر اور فضا کی راہیں پیش کرتے رہیں گے۔ ملتِ کافرہ کو کھانے پینے سے لے کر ہتھیاروں تک سب کچھ بہم پہنچائیں گے۔ اس کے بدلے میں ملک و ملّت کے لیے راہداری ٹیکس بھی بے غیرتی کی حد تک چھوڑ دیں گے البتہ بیرون ملک اپنے اکاؤنٹس بے شک بھرتے رہیں گے...... جس امریکہ کی خاطر یہ سب کچھ کیا وہ طالبان سے مذاکرات کر رہا ہے اور پاکستان پر ڈرون حملے کر رہا ہے۔ دیکھ لو! طالبان کہاں اور ہم کہاں۔ کوئلوں کی دلاّلی میں منہ ہی کالا ہوتا ہے۔

مسلمان ہوکر بھی آخر نبوی فرمان کیوں بھلا دیا گیا:

''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے نہ اُسے ظلم و زیادتی کے بالمقابل اکیلے چھوڑتا ہے۔''

ہاں ہمارے اختیار کردہ تمام راستے جہنم کے راستے ہیں صرف فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ''مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے نہ اسے ظالم کے حوالے کرتا ہے'' کامیابی اور جنت کا راستہ ہے۔

☆......☆......☆

ماہانہ مجلس ذکر و اصلاحی بیان

25 جولائی 2013ء
جمعرات بعد نماز عصر

ابن امیر شریعت
حضرت پیر جی
سید عطاء المہیمن بخاری دامت برکاتہم
امیر مجلس احرار اسلام پاکستان

دارِ بنی ہاشم
مہربان کالونی ملتان

الداعی سید محمد کفیل بخاری ناظم مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان
061-4511961

مولانا سہیل باوا (لندن)

گڈ اور بیڈ کا پروپیگنڈا

اور اب بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی، قادیانیوں نے برطانیہ سمیت دنیا بھر میں اپنے مذہب باطل کو دنیا بھر کے دیگر مسلمانوں سے ممتاز کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور اس کے لیے پورا زور لگایا جا رہا ہے۔ قادیانی مغرب کی خوشنودی میں اس قدر آگے نکل گئے کہ انہوں اس ضمن میں یورپ، امریکہ اور برطانیہ سمیت تمام مغربی ممالک میں مسلمان علماء، دینی جماعتوں اور تنظیموں کے خلاف مقامی انتظامیہ کو شکایات کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ اپنے مذہب کو قادیانی ایک پروپیگنڈے کے ذریعے ''گڈ'' یعنی اچھے اسلام سے تعبیر کر رہے ہیں اور دنیا کے دیگر مسلمانوں کو ''بیڈ'' یعنی برے اسلام کا ماننے والا باور کرایا جا رہا ہے۔ اس سے قبل قادیانیوں کا مؤقف ہوتا تھا کہ ہمارے مذہب اور دیگر مسلمانوں کے مذہب میں کوئی فرق نہیں ہے۔ دلیل کے طور پر یہ حضرات سادہ لوح مسلمانوں کو یہ کہتے تھے کہ ہمارا خدا ایک ہے، قرآن اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت میں کوئی اختلاف نہیں، نماز کا طریقہ عام مسلمانوں جیسا ہے بہر حال اس منفرد نوع کی مہم کے مندرجات پر ہم آگے گفتگو کریں گے تاہم اس بات کا اعادہ ضروری ہے کہ قادیانیت کی یہ مہم مسلمانانِ عالم کے اس اصولی موقف کے عین مطابق ہے جس کے تحت قادیانیت کے اسلام کا دنیا بھر کے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں، یہ ان کی اپنی اختراع اور ایجاد ہے اور جب اس خود ساختہ اسلام کو سامنے رکھ کر ان حضرات کو غیر مسلم گردانا جاتا ہے تو صاحبان کو اعتراض ہوتا ہے۔ بہر حال اب معترضین کو جواب دینے کے لیے قادیانیت کی اس نئی مہم کا وہ لٹریچر کافی ہے جس میں یہ حضرات قادیانیت کو خود ساختہ گڈ سے تعبیر کر کے اصل اسلام سے الگ ہونے کے دلائل دے رہے ہیں۔

دنیائے قادیانیت پر گزشتہ سال ایک قیامت یہ ٹوٹ پڑی کہ ان کا جرمن مافیا دنیا کے سامنے بے نقاب ہو گیا، شاید بہت سے احباب لاعلم ہوں کہ جرمنی میں قادیانی اپنے لوگوں کو سیاسی پناہ کے نام پر بساتے، سادہ لوح نوجوانوں کو اپنے مذہب کا جھانسا دے کر جرمنی کے سہانے سپنے دکھاتے، ان کے اس مکروہ کاروبار کے جرمن حکام نے تانے بانے بکھیر دیئے اور ان کے نیٹ ورک میں شامل مختلف جرمن شہری سمیت اہم قادیانی گرگے پکڑے گئے، اس نیٹ ورک کا بھانڈا پھوٹنے سے قادیانی بہت پریشان تھے، ان کی سالہا سال سے بنائی ساکھ کو شدید خطرات لاحق ہو گئے تھے تاہم ان کا گڈ اسلام اور بیڈ اسلام کا پروپیگنڈہ رنگ لایا اور جرمنی میں ان کو باقاعدہ ایک مذہبی ادارے کے طور پر تسلیم کر لیا گیا ہے۔

قادیانیوں کے نزدیک اس نئے پروپیگنڈے کے تحت دنیا کے سارے مسلمان دہشت گرد ہیں۔ یہ بیڈ اسلام کے ماننے والے لوگ عورتوں پر ظلم کرتے ہیں، اسکولوں کو دھماکوں سے اڑاتے ہیں، قادیانی مغرب کو یہ باور کرانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں کہ ان کا عقیدہ ہی درحقیقت صحیح اسلامی عقیدہ ہے، یہ اسلام کے داعی باقی سب جھوٹے، مکار اور فریبی ہیں۔ اس پروپیگنڈے کو پھیلانے کے لیے بہت بڑی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا جا رہا ہے، میڈیا کے ذریعے برطانیہ سمیت یورپ کے مختلف اخبارات اور جرائد میں خبریں شائع کروائی جا رہی ہیں، اس ضمن میں انہوں نے رمشاء، اور آسیہ کیس کو خاص طور پر اپنے پروپیگنڈے کو مؤثر بنانے کے لیے استعمال کیا ہے۔ دنیا بھر میں اسلام کے نام لیواؤں کو عدم برداشت اور غیر متوازن رویوں کا حامل ایک غیر اخلاقی قوم گردانا جا رہا ہے، اپنے پروپیگنڈے کی مسلسل تشہیر اور اس کی ترویج میں ہر جائز و ناجائز کا سہارا لیتے ہوئے قادیانی ہر سطح سے گر چکے ہیں۔ آسیہ مسیح کیس کے دوران ان حضرات نے راقم کے حوالے سے یہ پروپیگنڈہ شروع کر دیا کہ میں آسیہ کو پھنسانے کے لیے پاکستان میں ننکانہ صاحب میں فنڈ ریزنگ کر رہا ہوں حالانکہ گزشتہ کئی سالوں سے راقم برطانیہ میں مقیم ہے اور باوجود خواہش کہ پاکستان کا دورہ نہیں ہو پا رہا تاہم قادیانیت کے پروپیگنڈہ منسٹروں نے نہ صرف راقم کو پاکستان پہنچا دیا بلکہ ایسے الزامات لگا دیئے جن کا مجھ سے دور کا بھی واسطہ نہیں اور میں اخبارات پڑھ کر خود حیران رہ گیا کہ یا الٰہی یہ کیا ماجرا ہے۔

قادیانیت کے اس نئے پروپیگنڈے کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ قادیانی باہر کی دنیا میں خود کو اسلام کا لیڈر تسلیم کروانا چاہتے ہیں، ان کی کوشش ہے کہ اسلام کے متعلق مغرب سے تمام معاملات یہ خود طے کریں، یہ بہت گہری سازش ہے اور اس سازش میں بعض مستشرقین بھی اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ پاکستان اور دیگر اسلامی ممالک میں تو قادیانیوں کی سازشیں کھل کر سامنے نہیں آتیں تاہم مغربی ممالک میں یہ کھلے عام اسلام اور پاکستان کے خلاف تانے بانے بنتے رہتے ہیں، اس ماحول میں اگر قادیانی مسلمانوں سے کوئی بات کریں تو ان کے نظریات کا علم نہ ہونے کی وجہ سے مسلمان خاموشی سے ان کا چہرہ تکتے رہتے ہیں۔ مرزائیت کا مسئلہ بے حد جذباتی مسئلہ ہے۔ مرزائی پاکستان سے ناکام ہو کر اپنے نام نہاد خلیفہ سمیت یورپ میں آگئے ہیں اور ہمارے سادہ نوجوانوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں۔ ہماری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ مسلمانوں کے گھر پیدا ہونے والے ان بچوں کو مرزائی کافر بنالیں۔ ان کا تحفظ ہماری اخلاقی اور مذہبی ذمہ داری ہے۔ قادیانی غیر مسلم ہیں لیکن یورپ اور دنیا کے دوسرے ممالک میں اسلام کا نام لے کر اپنے کافرانہ نظریات کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ یورپ اور خصوصا جرمنی میں ان کے گڈ اسلام اور بیڈ اسلام کے مکروہ پروپیگنڈے نے بلاشبہ ان کے مقصد کو پورا کیا ہے تاہم یہ ایک خطرے کا الارم بھی ہے۔ اگر جرمنی کی طرح یورپ کی دیگر ممالک میں قادیانی اس پروپیگنڈے کا سہارا لے کر کامیاب ہو جاتے ہیں تو کل کو یہ لوگ ان ممالک میں بیٹھ کر عالم اسلام کے خلاف سازشیں کریں گے، اس مکروہ پروپیگنڈے کے توڑ کے لیے علما اور اہل حق کا میدان میں آنا ناگزیر ہے۔

ابوعمار زاہد الراشدی

روہنگیا مسلمانوں کا جرم؟

این۔ این۔ آئی کے حوالے سے ’’پاکستان‘‘ میں شائع ہونے والی ایک رپورٹ کے مطابق اقوام متحدہ نے برما (میانمار) سے مطالبہ کیا ہے کہ اقلیتی روہنگیا مسلمانوں کی شہریت اور طویل مدتی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے معاملات کا تعین کیا جائے، جن میں لاکھوں افراد نسلی تشدد کے واقعات کے نتیجے میں پناہ گزین خیموں میں رہائش پر مجبور ہوئے۔ غیر ملکی میڈیا کے مطابق اقوام متحدہ کے انسانی ہمدردی کی بنیاد پر امداد سے متعلق ادارے نے بتایا ہے کہ برما کی مغربی ریاست راکھین (اراکان) میں 140000 افراد بے گھر ہیں۔ ایک برس سے جاری بودھ مسلمان فسادات کے باعث تقریباً 2000 افراد ہلاک ہو چکے ہیں، جبکہ یہ خطہ مذہبی اور نسلی بنیادوں پر بٹ چکا ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ضرورت مندوں کو اب روزانہ کی بنیاد پر خوراک تقسیم ہوتی ہے اور 71000 سے زائد افراد کو پناہ دینے کے لئے عارضی خیمے قائم ہیں۔ عالمی ادارے نے متنبہ کیا ہے کہ تناؤ کی بنیادی وجوہات ختم کئے بغیر دیرپا امن اور ہم آہنگی قائم نہیں ہوسکتی۔ رپورٹ میں کم و بیش 800000 مسلمانوں کی شہریت کے تعین کے معاملے کو حل کرنے پر زور دیا گیا ہے۔

میانمار (برما) کی مغربی ریاست اراکان کے بارے میں اس قسم کی رپورٹیں کم و بیش ایک سال سے تسلسل کے ساتھ اخبارات کی زینت بن رہی ہیں اور اقوام متحدہ اور او۔ آئی۔ سی سمیت عالمی اداروں کی طرف سے احتجاج اور برما کی حکومت سے اصلاحِ احوال کے مطالبات بھی نظر سے گزرتے رہتے ہیں، لیکن صورتِ حال میں بہتری کی کوئی صورت سامنے نہیں آ رہی، بلکہ اراکانی مسلمانوں کی اس بے رحمانہ خونریزی کو بودھ مسلم فسادات یا نسلی فسادات کا عنوان دے کر فریقین کے درمیان کشمکش بتایا جارہا ہے، حالانکہ یہ سب کچھ یک طرفہ ہے۔ قتل صرف مسلمان ہورہے ہیں، مکانات صرف ان کے جل رہے ہیں، وہی جلاوطن ہورہے ہیں، پناہ گزینوں کے کیمپوں میں صرف ان کا بسیرا ہے اور انہی پر عرصۂ حیات تنگ کر دیا گیا ہے، اس سلسلے میں پاکستان کی رائے عامہ اور دردمند مسلمانوں کو توجہ دلانے کے لئے ’’اراکان ویلفیئر فاؤنڈیشن‘‘ کے نام سے ایک فورم کام کر رہا ہے، جس کی لاہور میں سرپرستی جامع مسجد خضراء سمن آباد کے خطیب مولانا عبدالرؤف فاروقی کر رہے ہیں۔ فاؤنڈیشن کی طرف سے اراکان کی صورتِ حال کے بارے میں ایک تفصیلی رپورٹ شائع کی گئی ہے جو ممتاز اراکانی عالم دین مولانا حافظ نور البشر کی تحریر کردہ ہے۔ وہ اس رپورٹ میں اراکانی مسلمانوں کی مظلومیت کی داستان بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

☆...... برما 1948ء میں آزاد ہوا، اس سے ایک سال قبل جب پاکستان کو آزادی مل رہی تھی، اراکان کے ارباب حل و عقد اور مسلمانوں کے قائدین نے محمد علی جناح سے باقاعدہ ملاقات کی اور ان کے گوش گزار کیا کہ اراکان کو پاکستان کے ساتھ ملایا جائے (اس لئے کہ یہ خطہ سابقہ مشرقی پاکستان کی بندرگاہ چٹاگانگ کے ساتھ متصل ہے، جس زمانے میں اراکان آزاد اسلامی ریاست کے طور پر دنیا کے نقشے پر صدیوں تک موجود رہا، اس وقت چٹاگانگ اراکان کا حصہ تھا) لیکن یہ خواب پورا نہ ہوسکا اور 1948ء میں برطانیہ نے جاتے جاتے اراکان کو مشرقی پاکستان کے ساتھ ملانے کی بجائے برما میں شامل کردیا، جس سے مسلمانوں پر مظالم کا نیا سلسلہ شروع ہوگیا۔

☆...... 1964ء میں جنرل نے ون نے حکومت سنبھالی تو مسلمانوں کو اراکان کی سرزمین سے بے دخل کرنے کے لئے باقاعدہ قانون سازی کی گئی، جس میں صدیوں سے اس خطے میں آباد روہنگیا مسلمانوں کی برما کی شہریت کو مشکوک بنادیا گیا اور اراکان کو برما کا حصہ رکھتے ہوئے وہاں کی آبادی کو برما کا شہری تسلیم کرنے سے انکار کردیا گیا۔

☆...... 1978ء میں برما کی حکومت نے باقاعدہ مسلمانوں کے خلاف آپریشن کیا جس کے نتیجے میں ایک لاکھ سے زائد مسلمان شہید ہوئے اور پانچ لاکھ کے لگ بھگ بے گھر ہوئے۔

☆...... 1991ء میں پھر آپریشن کیا گیا، جس میں ہزاروں مسلمان لقمۂ اجل ہوئے اور ساڑھے تین لاکھ روہنگیا مسلمان بنگلہ دیش میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، جہاں وہ آج بھی کسمپرسی کی حالت میں زندگی بسر کررہے ہیں۔

☆......ابھی گزشتہ سال سے پھر مسلمانوں کا قتل عام جاری ہے، جس پر عالمی ادارے بھی چیخ اٹھے ہیں، حتیٰ کہ اقوام متحدہ کو برما کی حکومت سے مطالبہ کرنا پڑا ہے کہ وہ اراکان کے روہنگیا مسلمانوں کی شہریت کا مسئلہ طے کرے اور خونریزی کے سلسلے پر قابو پائے۔

☆......اسلامی سربراہ کانفرنس کی تنظیم (او آئی سی) کے زیر سایہ عالمی سطح پر ایک فورم ’’اراکان روہنگیا یونین‘‘ کے نام سے قائم کیا گیا ہے، جو ان مسلمانوں کی مظلومیت اور کسمپرسی کی طرف عالمی رائے عامہ اور بین الاقوامی اداروں کو متوجہ کرنے کی کوشش کررہا ہے۔ امریکہ میں مقیم ایک اراکانی مسلمان ڈاکٹر وقارالدین اس فورم کے سربراہ ہیں۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اراکان کے ان مسلمانوں کا سب سے بڑا قصور یہ ہے کہ وہ مسلمان ہیں، ایک اسلامی ریاست کا پس منظر رکھتے ہیں اور بدقسمتی سے بودھ اکثریت کے ملک برما (میانمار) کا حصہ بن گئے ہیں، جبکہ ان کا اس سے بھی بڑا جرم یہ ہے کہ انہوں نے برصغیر کی تقسیم کے وقت پاکستان میں شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کیا اور محمد علی جناح سے ملاقات کرکے ان سے اس کی درخواست بھی کردی جو بوجوہ قبول نہ کی جاسکی، اس لئے ہمارے خیال میں یہ مسئلہ اپنی نوعیت

کے لحاظ سے ''مسئلہ کشمیر'' سے مختلف نہیں ہے۔

گزشتہ برس ہم نے جمعیت علمائے اسلام پاکستان کے امیر مولانا فضل الرحمان سے، جو اس وقت پارلیمنٹ کی کشمیر کمیٹی کے چیئرمین تھے، ملاقات کر کے درخواست کی تھی کہ مسئلہ کشمیر کے ساتھ اراکان کے مسئلے کو بھی حکومت پاکستان کے ایجنڈے کا حصہ بنایا جائے اور اس کے لئے عالمی سطح پر آواز اٹھائی جائے۔ مولانا فضل الرحمٰن نے قومی اسمبلی اور مختلف بین الاقوامی اداروں میں برما کے ان مظلوم مسلمانوں کے حق میں آواز اٹھائی ہے۔ اس کے اثرات بھی سامنے آئے ہیں، لیکن اصل ضرورت اس بات کی ہے کہ او آئی سی اس سلسلے میں زیادہ سنجیدگی کے ساتھ توجہ دے۔ بنگلہ دیش کی حکومت اسے باقاعدہ اپنے ایجنڈے میں شامل کرے اور حکومت پاکستان بھی اسے ترجیحات کا حصہ بنائے۔ اراکانی مسلمان صدیوں تک ایک آزاد اسلامی ریاست کا پس منظر رکھنے کے باوجود آج مسلسل مظالم اور بے بسی کا شکار ہیں تو ان کے حق میں آواز اٹھانا اور عالمی رائے عامہ اور اداروں کو برما (میانمار) کی حکومت پر مؤثر دباؤ ڈالنے کے لئے آمادہ کرنے کے ساتھ ساتھ مظلوم مسلمانوں کی امداد کا اہتمام کرنا بہرحال ہماری دینی اور قومی ذمہ داری بنتی ہے۔

(مطبوعہ: روزنامہ پاکستان، لاہور۔ 22 جون 2013ء)

☆......☆......☆

پروفیسر خالد شبیر احمد قسط:۲۶

ورق ورق زندگی

لاہور سے واپسی:

لاہور میں قیام کا مرحلہ بھی گزر گیا۔اس عرصے میں اگرچہ مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔تاہم اچھے دوستوں کی رونق میں نے اپنے اردگرد جمع کر لی تھی جس کی وجہ سے ان مشکلات کے باوجود میں نے کسی لمحے یہ نہیں سوچا کہ میں ان مشکلات کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ بلکہ ہر مشکل میں، اپنے آپ سے یہی کہتا رہا۔

عزائم اپنے بلند رکھنا ہر ایک مشکل میں ابتلا میں
تم اپنی ٹھوکر پہ ہر طرح کی مصیبتوں کا عتاب رکھنا
مُہیب راتوں میں ہولے ہولے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھانا
لہو سے اپنے دیا جلا کے جنوں کے روشن نصاب رکھنا
وہ جس کی خاطر چلے تھے گھر سے اُسی پہ رکھنا نگاہ اپنی
وہی ہے خالؔد وفا کی منزل نظر میں اپنی وہ خواب رکھنا

ایم۔اے بھی کیا اور ہاکی بھی خوب کھیلی۔گورنمنٹ کالج لاہور کے لیے پنجاب یونیورسٹی ہاکی ''چیمپیئن شپ'' جیت کر دی جو کہ کالج کا بہت بڑا اعزاز تھا۔اس پر گورنمنٹ کالج لاہور کے پرنسپل پروفیسر سراج اور ہمارے ہاکی ٹیم کے انچارج ڈاکٹر نذیر دونوں نے ہمیں گلے لگا کر داد دی اور کہا کہ ایک عرصے سے ہماری یہ خواہش کہ پنجاب کی چیمپیئن شپ ہم جیتیں، آپ نے پوری کر دی۔ہم پچھلے دس برسوں سے اسلامیہ کالج سے ہارتے آ رہے تھے، آپ نے اُنہیں ہرا کر جو اعزاز اپنے کالج کے لیے حاصل کیا ہے اُس پر ہمیں ناز ہے۔اس کے علاوہ میں لاہور ڈسٹرکٹ کی ٹیم کے لیے بھی چُن لیا گیا تھا اور پھر لاہور ڈویژن کے لیے بھی۔لیکن میں نے لاہور ڈویژن کی ہاکی ٹیم کی تربیت کے لیے کیمپ میں شمولیت اختیار نہ کی کہ امتحان سر پر تھے۔اگر ایسا نہ ہوتا تو مجھے توقع تھی کہ میں لاہور ڈویژن کی ہاکی ٹیم کی طرف سے نیشنل ہاکی چیمپیئن شپ میں شمولیت اختیار کرتا۔جس کے بعد شاید مجھے پاکستان ہاکی ٹیم میں شمولیت کا موقع مل جاتا۔تاہم لاہور کے قیام سے میں خوش تھا کہ نامساعد حالات میں ایم۔اے کا امتحان پاس کر لیا اور امتحان کے بعد واپس اپنے گھر فیصل آباد آ گیا۔اب میرے اعتماد، میرے عزم اور نصب العین کے حصول کے لیے محبت سے کام لینے کے جذبے میں گراں قدر اضافہ ہو چکا تھا۔

ہر موجِ حوادث ہے میرے عزم کو مہمیز
ساحل نظر آتا ہے مجھے اپنا بھنور میں

کی مصداق ہو چکا تھا۔

نوکری کی تلاش میں کامیابی:

۱۹۵۸ء میں شادی ہوئی، ۱۹۵۹ء میں ایم۔اے کا امتحان پاس کیا اور تھوڑی سی محنت و تلاش کے بعد ۱۹۵۹ء میں ہی مجھے چک ۳۳ گ،ب پیر محل کے ساتھ ایک گاؤں کے سکول جسے اب کالج بنا دیا گیا تھا، میں سوکس پڑھانے لیے بطور لیکچرر ملازمت بھی مل گئی۔ یہ کوئی با قاعدہ کالج نہیں تھا۔نویں دسویں کو ساتھ ملا کے گیارہویں جماعت شروع کی گئی تھی۔ قاضی عطاء اللہ جو کہ ایک مدت سے اس گاؤں کے سکول کے ہیڈ ماسٹر رہے تھے اُنہی کو اس کالج کا پرنسپل بنا دیا گیا۔جن کے بارے میں کہا جاتا تھا کہ انہوں نے کہیں گڑھ یونیورسٹی سے تاریخ میں ایم۔اے کیا ہوا تھا۔ایک سال تک اس گاؤں کے سکول سے کالج بننے والے کالج میں ملازمت کی لیکن عجیب وغریب حالات میں۔پہلی بات تو یہ تھی یہ گاؤں تھا اور گاؤں کا ماحول اس قابل نہیں تھا کہ یہاں پر کالج قائم کیا جاتا۔کالج کے لیے جس ماحول کی ضرورت ہوتی ہے وہ ماحول کسی بھی حوالے سے یہاں پر میسر نہیں تھا۔کالج کے لیے مختلف مضامین کے لیے جتنے بھی لیکچرر بھرتی کیے گئے اُن تمام کو اس گاؤں کے ایک مکان میں ٹھہرایا گیا۔گاؤں والوں کو ہمارا اُن کے گاؤں میں ٹھہرنا پسند نہیں تھا وہ بجائے اس کے کہ ہمیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے اُلٹا ہم پر اعتراض کرنے لگے کہ یہ لوگ روزانہ نہاتے کیوں ہیں۔ پینٹ کوٹ کیوں پہنتے ہیں۔ٹائی کیوں لگاتے ہیں۔ ہمارے گاؤں کا ماحول انہوں نے تباہ کر دیا ہے۔اس پر ہم ان سے بچنے کے لیے گاؤں سے سکول کے ہوسٹل جو کہ کالج سے باہر تھا وہاں سکونت اختیار کی تو دم میں دم آیا اور کچھ چین نصیب ہوا۔لیکن یہاں پر بھی کئی قسم کے مسائل تھے جن کا ہمیں مقابلہ کرنا پڑا۔

ڈاکٹر فرید:

دراصل یہ کالج اس گاؤں کے ایک معمر ڈاکٹر فرید کی انتھک محنت کا نتیجہ تھا۔ وہ اس گاؤں میں ایک کالج بنانا چاہتے تھے اور یہ اس کا پہلا سال تھا۔ڈاکٹر فرید جو کہ پورے ملک کے میں سرسید آف پاکستان کے نام سے مشہور ہو چکا تھا نے پاکستان کے باہر سے اچھا خاصا پیسہ اکٹھا کر لیا تھا۔جس سے وہ سارا سامان جو کہ ایف۔ایس۔سی میڈیکل اور نان میڈیکل کے تجربات میں استعمال ہوتا ہے اسے ان سے حاصل کر لیا تھا۔وہ گاؤں کے میں ایک ایسا تعلیمی ادارہ بنانا چاہتا تھا جو آگے چل کر یونیورسٹی بن جائے۔اس کام کے لیے وہ اس وقت کے پاکستان کے صدر ایوب خان سے بھی دو دفعہ مل چکے تھے اور انہیں امیر المؤمنین کہہ کر اُن سے بھی تقریباً ۵۰ ہزار روپیہ اس کام کے لیے حاصل کرنے میں بھی کامیاب ہو چکے تھے۔اور یہ سب کچھ اُن کی اُس خیالی یونیورسٹی کا نقطۂ آغاز تھا جس کا ہم شکار ہوئے۔

جس شخص کو کالج پرنسپل بنایا گیا اُسے کسی کالج میں کام کرنے کا سرے سے کوئی تجربہ نہیں تھا۔اور ستم بالائے ستم یہ کہ وہ قادیانی تھا اور مجھے اس نے کالج کا ''چیف پراکٹر'' بنا دیا۔اب آپ خود اندازہ لگالیں کہ میری اُن کے ساتھ کیسے نبھ

پاتی۔ میں کالج ڈسپلن کو برقرار رکھنے کے لیے جو بھی کام کرتا پرنسپل صاحب اُسے پسند فرماتے، جس لڑکے کو فائن کرتا اُسے یہ کہہ کر معاف کر دیتے کہ یہ لڑکا تو اس انجمن کے رکن کا بیٹا ہے جو انجمن اس کالج کو چلا رہی ہے۔

ناصر شمسی کی آمد اور پرنسپل صاحب کے ساتھ اختلافات:

اس وقت میں بڑا خوش ہوا جب میرے یونیورسٹی کے دوست ناصر شمسی بھی اس کالج میں انگریزی پڑھانے کے لیے مجھ سے آن ملے۔ ہم ایک دوسرے سے مل کر بہت خوش ہوئے۔ اور ان حالات کا مقابلہ کرنے کے لیے ایک دوسرے کے حوصلے بلند کرتے رہے لیکن مسائل تھے کہ ختم ہی نہیں ہوتے تھے۔

پرنسپل قاضی عطاء اللہ عجیب وغریب شخصیت تھی۔ مجھے ایک دن اپنے دفتر میں بلایا اور کہا کہ دیکھو میں نے یہ انگلینڈ سے ''ڈیوک آف اڈنبرا'' اور ملکہ الزبتھ کی قد آور تصویریں منگوائی ہیں۔ میں نے دیکھا تو واقعی ان کی بڑی خوب صورت تصویریں اُن کے دفتر میں پڑی ہوئی تھیں۔ کہنے لگے آپ کا کیا خیال ہے یہ تصویریں کالج ہال میں نہ لگوا دوں؟

میں نے کہا کہ وہ کس لیے۔ کہنے لگے کہ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ دیکھو نا یہ ملکہ الزبتھ کتنی خوبصورت ہے۔ میں نے کہا کہ پھر ''کم ناوق'' جو کہ ہالی وُڈ کی ایک مشہور ایکٹریس تھی اُس کی تصویر لگوالو کہ وہ تو اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ کہنے لگے کیا حرج ہے میں تو کالج ہال میں یہ تصویریں لگوا رہا ہوں اور پھر اُس نے وہ دونوں تصویریں کالج ہال میں لگوا دیں۔ میں اُس کی اس جسارت پر حیران بھی تھا اور پریشان بھی کہ اس نے تو میرے لیے ایک امتحان کی صورت پیدا کر دی ہے۔ ایک احراری کیسے برداشت کرلے کہ وہ ان لوگوں کی تصویریں ایک تعلیمی ادارے کے ہال میں رہنے دے جن کے اسلاف کے خلاف ہمارے اسلاف جنگ آزادی لڑتے رہے ہوں۔ میں نے اس سلسلے میں ناصر شمسی سے بات کی تو اس نے کہا کہ موقع کا انتظار کرو ان شاء اللہ کوئی صورت بن جائے گی اور تمہاری یہ خواہش پوری ہو جائے گی۔ لیکن مجھے چین کہاں۔ میں تو دن رات یہی سوچتا کہ کیا کروں۔ کالج میں سٹرائیک کی کوشش کی تو مجھے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر کار مجھے موقع مل گیا۔ کالج میں ایک تقریب تھی اور مجھے اس سے خطاب کرنے کے لیے کہا گیا۔ تقریب کیا تھی اور مجھے کیا تقریر کرنا تھی اس کا تو مجھے کچھ احساس نہ رہا۔ میں شروع ہو گیا۔ جنگ آزادی میں اسلاف کی قربانیاں بیان کرنے اور پھر میں نے انگریزوں کے دجل وفریب، انگریزوں کے جبر واستبداد جو آزادی کا مطالبہ کرنے والوں پر کیے گئے تھے اور پھر مسئلہ کشمیر اور پاکستان کے خلاف جو کچھ انگریزوں نے ہندوؤں کے ساتھ مل کر کیا وہ سب کچھ بیان کر کے میں نے جب دیکھا کہ اب مجمع میرے کنٹرول میں ہے تو پھر میں نے کہا کہ:

''دیکھیے ہمارے پرنسپل صاحب بھی کتنے بھولے بھالے ہیں ملکہ اور اس کے خاوند کی تصویریں انہوں نے کالج ہال میں لگوا دی ہیں۔ انہیں اگر کسی غیر مسلم کی تصویر لگوانی ہی تھی تو کسی مشہور سائنس دان کی لگواتے اور پھر کسی علمی شخصیت کی تصویر لگواتے۔ کالج ہال میں صدر ایوب کی تصویر تو نہیں ہے جس سے ڈاکٹر فرید صاحب کالج کے لیے پچاس ہزار کی رقم

لے کر آئے ہیں اور یہاں پر ملکہ انگلستان کی تصویر لگی ہی ہوئی ہے۔ جنہوں نے ہمیں ایک سو سال تک غلام بنائے رکھا۔''

اس پر میں نے لڑکوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ کیا یہ تصویریں کالج ہال میں لگی رہنی چاہئیں یا پھر انہیں اُتار دینا چاہیے، لڑکے تو میری مٹھی میں تھے اُنہوں نے کہا کہ نہیں یہ تصویریں اتار دینی چاہئیں۔ پرنسپل صاحب نے جب یہ دیکھا کہ معاملہ خراب ہو رہا ہے تو کہنے لگے کہ ہاں میں تصویریں اُتار دوں گا۔ میں نے جواباً کہا کہ نہیں آپ کے حکم کے مطابق یہ خدمت میں سرانجام دوں گا۔ کہنے لگے اُتار دو، چنانچہ جلسہ ختم ہو گیا اور میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ کالج ہال میں گیا اور وہ تصویریں اُتار کر پرنسپل صاحب کو دیں اور ساتھ ہی کہا کہ یہ تصویریں آپ اپنے گھر میں اپنی خواب گاہ میں لگوا دیں تو آپ کے لیے زیادہ بہتر ثابت ہوں گی۔

پرنسپل صاحب کے جوابی وار:

ظاہر ہے کہ میری اس جسارت کو پرنسپل صاحب نے اپنی اہانت سمجھا اور مجھے تنگ کرنے کے لیے ایک ایسی منصوبہ بندی کی کہ میں تنگ آ کر اُن کے سامنے گھٹنے ٹیک دوں لیکن یہ اُن کی خام خیالی تھی۔ انہوں نے مجھے ایک دن دفتر میں بلایا کہ آپ صرف ایک پیریڈ سوکس کا پڑھاتے ہیں اور اس کے بعد سارا دن عیش کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا کل سے آپ نویں جماعت کو اردو پڑھائیں گے۔ میں نے حامی بھر لی اور نویں جماعت کو میں نے سوکس کے علاوہ اردو پڑھانا شروع کر دی۔ ابھی دس بارہ دن ہی گزرے تھے کہ پھر مجھے اپنے آفس میں طلب کیا اور کہا کہ اب آپ ایسا کریں کہ نویں جماعت کو اردو پڑھانے کی بجائے آپ دسویں جماعت کو ہسٹری (تاریخ) پڑھائیں۔ میں نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دسویں جماعت کو ہسٹری پڑھانا شروع کر دی، پھر دس روز کے بعد مجھے اپنے دفتر طلب کر کے کہنے لگے کہ آپ فرسٹ ائیر کو انگلش گرامر پڑھانا شروع کر دیں اور دسویں جماعت کو تاریخ پڑھانا چھوڑ دیں۔ میں نے فرسٹ ائیر کو انگریزی پڑھانا شروع کر دی تو پھر آٹھ دس دن کے بعد مجھے اپنے دفتر میں بلوایا کہ آپ ایسا کریں کہ نویں جماعت کو اردو پڑھائیں۔ کل میرے پاس نویں جماعت کے طالب علم آئے تھے اور وہ کہہ رہے تھے کہ پروفیسر خالد شبیر احمد اردو اچھا پڑھاتے ہیں اس لیے کل سے آپ انہیں اردو پڑھائیں گے۔ میں نے جواب میں کہا کہ ''میں کل سے انہیں اردو پڑھانے سے انکار کرتا ہوں اب تو میں فسٹ ائیر کو انگلش گرامر ہی پڑھاؤں گا۔''

میرا یہ جواب سن کر وہ کچھ غصے میں آ گئے اور کہنے لگے کہ تم یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں نے کہا میں جو کچھ کہہ رہا ہو وہ بالکل واضح ہے۔ آپ مجھے یہ تاثر کیوں دے رہے ہیں کہ جو کام مجھے آپ دیتے ہیں وہ محض ''کام چلاؤ کام'' ہے۔ میں ان کا کوئی ذمہ دار نہیں ہوں کہ کل کوئی اور کام مجھے دے دیا جائے گا۔ آپ مجھے ایک کام دیں اور مجھے پابند کریں کہ میں اس کا ذمہ دار رہوں۔ میں کام سے نہیں گھبراتا لیکن کام لینے کا یہ طریقہ غلط ہے اور آپ کے علم میں یہ بات ہونی چاہیے کہ میں نہ خود غلط کام کرتا ہوں نہ کسی اور کو غلط کام کرنے دیتا ہوں خواہ وہ پرنسپل ہی کیوں نہ ہو۔ یہ جواب سن کر وہ خاموش ہو گئے اور کہنے

لگے کہ اچھا تم فرسٹ ائیر کو انگریزی گرامر پڑھاؤ۔

ایک جرم پر ایکشن لینے سے انکار اور ہڑتال:

اسی دوران کالج ہوسٹل میں ایک لڑکے کے کمرے سے شراب برآمد ہوئی۔ تمام پروفیسروں نے اس پر احتجاج کیا اور مجھے کہا کہ تم بطور کالج چیف پراکٹر اس کے خلاف ایکشن لو۔ میں نے پرنسپل صاحب کو اس جرم پر لڑکے کو کالج سے نکالنے کے لیے کہا۔ اس وقت میرے ساتھ کالج سٹاف کے تمام پروفیسر بھی تھے۔ پرنسپل صاحب نے وہی پرانی بات دہرا دی کہ یہ لڑکا تو کالج کی انجمن کے ایک رکن کا بیٹا ہے۔ ہم نے کہا کہ پھر کیا ہے؟ پرنسپل صاحب نے ہماری بات ماننے سے انکار کر دیا۔ جس کے جواب میں ہم تمام پروفیسروں نے ہڑتال کر دی اور غالباً جہاں تک مجھے یاد ہے لڑکے کو سکول سے دوسرے سکول مائی گریشن پر مجبور کر دیا گیا۔ اور یہ معاملہ اس طرح حل ہو گیا۔

ڈاکٹر فرید کے نواسے کے خلاف ایکشن:

کالج میں کوئی ایک مسئلہ تو تھا نہیں بلکہ یہ تو کالج آف مسائل تھا۔ ڈاکٹر فرید کے نام کی نہ صرف کالج بلکہ اردگرد کے دیہاتوں میں رعب اور دہشت کے ساتھ ساتھ احترام بھی تھا۔ اور یہ اسی کا نتیجہ تھا کہ ڈاکٹر صاحب کا ایک نواسہ کالج کے ہر پروفیسر سے گستاخی کرتا تھا اور کوئی اسے روکنے ٹوکنے والا نہیں تھا۔ ایک دن اس لڑکے نے سکول کے پی۔ ٹی ماسٹر کو نہ صرف گالیاں دیں بلکہ اسے مارا بھی۔ میں یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا اور سوچتا تھا کہ کسی روز خدا مجھے موقع دے تو اس لڑکے خلاف کارروائی کی جائے۔ سارے پروفیسر اس لڑکے کے طرز عمل سے نالاں تو ضرور تھے لیکن کسی میں ہمت نہیں تھی کہ اس کے خلاف محض شکایت ہی پرنسپل صاحب کو کر دیتے۔ ایک دن کیا ہوا کہ رمضان المبارک کے مہینے میں کالج میں یوم علی رضی اللہ عنہ کی تقریب تھی۔ اور یہ لڑکا (ڈاکٹر فرید کا نواسہ) اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ ہال میں داخل ہوا تو اس نے ہلڑ بازی شروع کر دی اور ایسے حالات پیدا کر دیے کہ تقریب کا جاری رکھنا مشکل ہو گیا۔ میں نے موقع غنیمت جانا اور اسے گردن سے پکڑ کر ہال سے باہر دھکیل دیا دس روپے جرمانہ کی سزا کا اعلان بھی کر دیا۔ اس پر لڑکا تو غصے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ باہر چلا گیا، تقریب ختم ہوئی تو پرنسپل صاحب نے سٹاف میٹنگ بلوالی کہ خالد شبیر نے ڈاکٹر صاحب کے نواسے کو سزا دی ہے اور ابھی ڈاکٹر صاحب یہاں آئیں گے تو ان کے غصے کا ہمارے پاس کیا جواب ہو گا۔ میرے ساتھ والی کرسی پر میرے دوست ناصر شمسی بیٹھے تھے۔ مجھے کہنے لگے کہ اب کیا ہو گا؟ میں نے کہا جو ہو گا دیکھا جائے گا میں نے سب کچھ اللہ پر چھوڑ دیا۔ اچانک ڈاکٹر فرید صاحب مع اس نواسے کے کالج کے پرنسپل کے دفتر کے دروازے پر آ کے رک گئے، نواسہ اُن کے ساتھ ہی تھا اندر داخل نہیں ہوئے دروازے پر کھڑے ہو کر غصے میں کہا کہ ''اس بچے کا قصور'' سب خاموش تھے۔ کوئی بول نہیں رہا تھا کہ اتنے میں ڈاکٹر فرید نے مزید بلند آواز سے پرنسپل صاحب کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ''میں پوچھتا ہوں اس بچے کا قصور''

پرنسپل صاحب نے جواباً کہا کہ آیئے ڈاکٹر صاحب اس کا قصور آپ کو خالد شبیر صاحب بتائیں گے۔ اس وقت تک میرے ذہن کے کسی گوشے میں اس کا جواب نہیں تھا۔ لیکن میں بڑے اعتماد اور اطمینان سے اپنی کرسی سے اٹھا۔ اٹھ کر ڈاکٹر فرید صاحب کا ہاتھ پکڑا اور اُن سے کہا کہ آیئے اس کا قصور میں آپ کو بتاتا ہوں۔ ڈاکٹر صاحب کو اپنی ساتھ والی کرسی پر بٹھالیا۔ سارے پروفیسر میری طرف دیکھ رہے تھے اور پورے دفتر میں سناٹا تھا۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کو کہا کہ:

''ڈاکٹر صاحب اس بچے کا قصور یہ ہے کہ یہ آپ کا نواسہ اس کالج جو اس عمر میں آپ دن رات ایک کر کے بڑی محنت سے بنا رہے ہیں اور جس نے ایک روز آپ کے پروگرام کے مطابق ایک منفرد یونیورسٹی بن جانا ہے یہ آپ کا لڑکا اسے تباہ کرنا چاہتا ہے اور میں اسے تباہ نہیں ہونے دوں گا۔''

یہ کوئی سوچی سمجھی بات نہیں تھی فوری طور پر میرے ذہن میں آ گئی اور اللہ نے مجھ سے کہلوا دی تھی۔ مجھے اس بات کا احساس ضرور تھا کہ یہ کالج ڈاکٹر صاحب کی بہت کمزوری ہے اور شاید یہ بات اُن پر اثر کرے اور اس سے کوئی بھلائی کا پہلو نکل آئے۔ میری اس بات کے جواب میں ڈاکٹر صاحب نے کہا:

''میرے اس کالج کو کون تباہ کر سکتا ہے اور کیسے تباہ کر سکتا ہے''

میں نے جواب میں کہا:

''یہ لڑکا اس کالج کے تمام پروفیسروں کے ساتھ گستاخی کے ساتھ پیش آتا ہے۔ ہر پروفیسر کی بے عزتی کرتا ہے اور آج اس نے ایک تقریب میں ہنگامہ آرائی کی اس لیے اس کو سزا دی گئی ہے۔ میں نے مزید کہا کہ ڈاکٹر صاحب ہم تمام پروفیسر آپ کے اس جذبے سے متاثر ہو کر یہاں اس جنگل میں انتہائی نامساعد حالات میں آپ سے تعاون کر رہے ہیں ورنہ ہم یہ بھی کر سکتے ہیں کہ تمام مستعفی ہو کر پیر محل میں ایک کیمپ لگا کر بیٹھ جائیں اور نہ خود کام کریں اور نہ کسی دوسرے پروفیسر کو یہاں کام کرنے دیں۔ آپ ہمارے دلی تعاون کا احترام کریں اور اس بچے کو سمجھائیں یہ اگر ایسا کرتا رہے گا تو پھر وہی ہوگا جو میں نے بتا دیا ہے اور اس طرح سے آپ کا یہ کالج تباہ ہو جائے گا۔''

میں نے جب یہ کہا تو ڈاکٹر صاحب غصے میں اُٹھے اور انہوں نے اپنے نواسے کے منہ پر ایک زوردار تھپڑ رسید کرتے ہوئے کہا:

''تو میرے گھر سے ہی میرے کالج کو تباہ و برباد کرنے پر تُلا بیٹھا ہے۔''

سارے حیران رہ گئے کہ خالد شبیر نے یہ کیا کر دیا کہ ڈاکٹر صاحب بجائے ہمیں کچھ کہنے کہ اپنے نواسے پر ہی برس پڑے۔ لڑکا تو روتے ہوئے دفتر سے باہر چلا گیا لیکن ڈاکٹر صاحب جو میرے ساتھ والی کرسی پر تشریف فرما تھے۔ انہوں نے انتہائی عاجزانہ انداز میں ایک گلہ کر دیا کہ ایک بات آپ نے اپنے منصب کے مطابق نہیں کی اس کا مجھے بڑا افسوس ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ وہ کون سی بات ہے؟ کہنے لگے کہ میری زبان زیب نہیں دیتی کہ میں ایک ٹیچر کے بارے

میں اسے دہراؤں۔ میں سمجھ گیا کہ ڈاکٹر صاحب اب ان گالیوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے جو میں نے اسے غصے میں دی تھیں۔ میں نے کہا کہ میں بتاؤں؟ کہنے لگے ہاں تم اپنی زبان سے کہہ دو۔

میں نے کہا کہ آپ اس بات پر افسوس کر رہے کہ میں نے اسے گالیاں دیں، مجھے بھی اس بات کا بڑی شدت کے ساتھ احساس ہے کہ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا لیکن ڈاکٹر صاحب آپ کے اس بچے نے کالج کے اندر حالات ہی ایسے پیدا کیے ہوئے تھے کہ مجھ جیسے صاحب اخلاق کو بھی اخلاق کا دامن چھوڑنا پڑا۔ اس پر میں نادم بھی ہوں اور معذرت خواہ بھی۔

ڈاکٹر صاحب میری اس بات پر بہت خوش ہوئے اور پھر ترنگ میں آکر کہنے لگے:

''دیکھو میں آپ تمام پروفیسروں کا ممنون بھی ہوں اور مشکور بھی ہوں۔ مجھے اس بات کا شدید احساس ہے کہ آپ بڑے مشکل حالات میں میرے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ لیکن میں آپ کو یہ بات بتا دوں کہ ایک دن یہ کالج ایک منفرد نوعیت کی یونیورسٹی بنے گی۔ یہاں پر ائیر پورٹ بنے اور اور بیرون ملک سے طلبا اس کالج میں داخل ہونے کے لیے آئیں گے اور یہاں پر بڑے بڑے پروفیسر ملازمت کرنے میں فخر محسوس کریں گے لیکن وہ تمام پروفیسر آپ کے ماتحت ہوں گے اور سینئر آپ ہی ہوں گے۔''

یہ کہہ کر دعائیں دیتے ڈاکٹر صاحب چلے گئے۔ پرنسپل صاحب دیکھتے کے دیکھتے رہ گئے کہ کیا ہونا تھا اور کیا ہو گیا۔ ہم پروفیسر اپنے ہوسٹل میں واپس آکر اس واقعہ پر کافی دیر تک گفتگو کرتے رہے اور سب نے کہا کہ خالد شبیر نے کمال کر دیا۔ میں نے کہا کہ اللہ نے مجھ سے ڈاکٹر صاحب کی دکھتی رگ کے بارے میں کہلوا دیا جس پر میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں۔ میرے ذہن میں تو آخری وقت تک اسے کچھ کہنے کے لیے کوئی واضح بات تھی ہی نہیں۔ اسی طرح کالج میں وقت گزرتا گیا۔ اور ہم جیسے بھی حالات تھے اس کے مطابق اپنے کام میں مصروف رہے۔ اسی ملازمت کے دوران مارچ ۱۹۶۰ء کو مجھے اپنے والد صاحب کے ایک خط کے ذریعہ یہ خوش خبری بھی ملی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے لڑکا عطا فرمایا ہے۔ اس پر دوستوں کے تقاضے کے مطابق انہیں مٹھائی بھی کھلائی گئی اور اسی مشکل حالات میں اس خوش خبری میں دو دن اچھے گزر گئے۔ اب گرمی کی چھٹیاں ہونے والی تھیں اور ہم سب بڑے خوش تھے کہ چھٹیاں گھر پر گزاریں گے۔ بستر وغیرہ باندھ رہے تھے کہ چپڑاسی نے آکر مجھے کہا کہ آپ کو پرنسپل صاحب یاد فرما رہے ہیں۔ میں بھی حیران ہوا اور ناصر شمسی بھی۔ اس نے میرے قریب آکر کہا کہ جو اس وقت بلایا گیا ہے معاملہ کچھ ٹھیک نہیں۔ لیکن یہ بات یاد رکھنا کہ اگر وہ مستعفی ہونے کے لیے کہے تو استعفیٰ نہ دینا ورنہ گرمی کی چھٹیوں کی تنخواہ سے محروم ہو جائے گا۔ میں نے کہا تم فکر نہ کرو، میں بھی یہی محسوس کر رہا ہوں کہ معاملہ کچھ گڑبڑ ہے۔ (جاری ہے)

سیف اللہ خالد

احمد یوسف قتل کیس

قادیانی جماعت نے ورثا کو ۴ کروڑ کی پیشکش کردی

قادیانی جماعت نے باغی گروپ کے سربراہ چودھری احمد یوسف کے قتل کے ڈیڑھ برس بعد مقتول کے ورثا کو خریدنے کی کوشش شروع کردی ہے۔ قادیانی جماعت نے مقتول احمد یوسف کے ورثا کو ۴ کروڑ تک کی پیشکش کردی ہے، تاہم ورثا نے رقم لینے سے انکار کردیا ہے۔

چودھری احمد یوسف جو قادیانی جماعت کے باغی کی حیثیت سے جماعت پر شدید تنقید اور جماعت کے ظلم کے خلاف لوگوں کی مدد کیا کرتے تھے، انہیں روزنامہ ''اُمّت'' کے نمائندہ رانا ابرار کے قاتلوں کی شناخت کرنے اور رانا ابرار کے قتل میں قادیانی جماعت کے ملوث ہونے کا دعویٰ کرنے کے بعد اُن کے گھر میں گھس کر ۵/ اکتوبر ۲۰۱۱ء کو قتل کر دیا گیا تھا۔ اس قتل پر اُن کے بیٹے احمد سیف نے نامعلوم افراد کے خلاف تھانہ چناب نگر میں مقدمہ درج کروایا۔ بعد ازاں مقتول کی بیٹی نجمہ روزی نے بعض اہم ویڈیو، آڈیو اور دستاویزی ثبوتوں کے ذریعے ثابت کیا کہ اس قتل میں قادیانی جماعت پاکستان کے صدر عمومی سمیت قادیانی جماعت کی اعلیٰ قیادت ملوث ہے۔ ثبوت پیش کرنے پر پولیس نے سابق صدر عمومی اللہ بخش صادق، ناظم عمومی سلیم الدین، میجر (ر) سعدی اور مرزا خورشید سمیت اعلیٰ قیادت کو شاملِ تفتیش کرلیا۔ مقتول کے ورثا کی جانب سے عدمِ اطمینان کے سبب مقدمے کی تفتیش چنیوٹ سے فیصل آباد منتقل ہوچکی ہے، مگر حیرت انگیز طور پر تفتیشی افسر، رانا شاہد نے جس شخص کو ملزم قرار دیا، اس کو شاملِ تفتیش کرنے کی خاطر موصوف اس کے گھر سیالکوٹ گئے اور اپنے تبادلے تک مقدمے کی فائل میں ایک لفظ بھی نہیں لکھا۔ اب نئے تفتیشی افسر کا دعویٰ ہے کہ انسپکٹر رانا شاہد نے مقتول کی بیٹی کی جانب سے فراہم کردہ شواہد پر مشتمل یو ایس بی گم کردی ہے اور اب تفتیش ایک بار پھر صفر سے شروع کی جارہی ہے۔

اس اہم موقع پر جب مقدمے کی تفتیش جاری ہے اور مقتول کے ورثا اپنے اس مؤقف پر قائم ہیں کہ ان کے والد کو قادیانی جماعت کی قیادت نے قتل کرایا ہے، قادیانی جماعت دباؤ اور دھمکی میں ناکام ہوکر اب مدعیوں کو خریدنے کی کوشش کررہی ہے۔ اس سلسلے میں ''اُمّت'' سے بات چیت کرتے ہوئے مقتول احمد یوسف کی بیٹی نجمہ عرف روزی نے بتایا کہ مئی میں قادیانی جماعت، برطانیہ کے ایک اہم عہدیدار کی اہلیہ نزہت سلیم نے اُنہیں فون کیا اور تقریباً چالیس منٹ تک

بات کی۔ روزی کے مطابق نزہت سلیم کو وہ بچپن سے جانتی ہے کہ وہ چناب نگر میں اُن کے محلے میں رہتی تھی۔ ان کا کہنا ہے کہ نزہت نے اُن کے والد احمد یوسف کے قتل کے ڈیڑھ برس اپنی اس فون کال میں جو فون نمبر 00442008265563 سے کی گئی، والد کے قتل پر تعزیت کی اور پھر کہا کہ وہ ایک اچھی خاتون ہیں۔ اُن کی جانب سے اپنے والد کے مقدمے کی پیروی سے قادیانی جماعت بدنام ہو رہی ہے اور قادیانی جماعت کو اعلیٰ سطح پر مسائل کا سامنا ہے۔ خود خلیفہ مسرور بھی پریشان ہیں۔ لہٰذا وہ اپنے والد کے مقدمۂ قتل کی پیروی سے پیچھے ہٹ جائے۔ روزی نے بتایا کہ جب اس نے پیچھے ہٹنے سے انکار کیا تو نزہت نے دوسرا پتہ پھینکا اور کہا کہ دراصل اس کے شوہر نے اُس کی یہ ذمّہ داری لگائی ہے کہ وہ جماعت کی طرف سے روزی کو قائل کرے۔ نزہت نے کہا کہ دیکھو مذہب میں دیت بھی تو جائز ہے، آپ دیت لے لیں۔ اور ساتھ ہی یہ کہا کہ جتنی دیت آپ چاہیں گے مل جائے گی۔ ایک کروڑ، دو کروڑ، چار کروڑ اور اس سے کئی گنا زیادہ بھی جو رقم منہ سے نکالیں گے، مل جائے گی۔ مگر اس پر روزی کا کہنا ہے کہ اس نے جواب دیا کہ ہم دیت لے کر معاف کر سکتے ہیں مگر ہماری دیت رقم نہیں، ہماری دیت یہ ہے کہ مرزا مسرور قتل تسلیم کرے، وجہ بتائے کہ اس نے یہ حرکت کیوں کی۔ روزی کا کہنا ہے کہ اس پر نزہت نے مایوس ہو کر فون بند کر دیا۔ اس واقعے کی تصدیق چنیوٹ بار کے سابق صدر صابر شاہ بھی کرتے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ قادیانی جماعت کے کارندوں نے صرف روزی ہی کو پیشکش نہیں کی، بلکہ مقدمے کے مدعی اور روزی کے بھائی احمد یوسف کو بھی ایک سے زیادہ مرتبہ نہ صرف دھمکایا، بلکہ اُنہیں بھی آفر کی ہے کہ وہ رقم لے کر چپ کر جائیں۔ ''اُمّت'' کے استفسار پر چودھری احمد سیف نے بتایا مقدمے کے نامزد ملزم مرزا قدوس جو پولیس کی حراست سے رہائی کے بعد مرزائیوں کے اسپتال میں پُراسرار طور پر ہلاک ہو گیا تھا، اس کے ساتھی حنان بٹ اور صوبیدار (ر) عبدالستار نے کئی بار ان کے آفس چنیوٹ آ کر انہیں کہا کہ وہ رقم بتائیں، کتنی لیں گے، لیکن جماعت کا نام اس قتل میں نہ لیں۔ چودھری احمد سیف نے یہ بھی بتایا کہ مقدمہ درج کروانے کے فوراً بعد جماعت کے اس وقت کے صدر عمومی اللہ بخش صادق نے انہیں اپنے دفتر بلا کر کہا کہ وہ اپنے والد کے مقدمۂ قتل کی تفتیش کے لیے پولیس اور ریاستی اداروں کے بجائے قادیانی جماعت کو درخواست دیں اور معاملہ جماعت کی صوابدید پر چھوڑ دیں۔ ازخود جماعت کا نام نہ لیں ورنہ اُن کا سوشل بائیکاٹ کر دیا جائے گا۔ لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ احمد سیف دھمکی میں آنے کو تیار نہیں تو پھر یہ پیشکش بھی کی کہ جو لینا دینا ہے، مل بیٹھ کر کر لیتے ہیں شور نہ مچایا جائے۔

مقتول احمد یوسف کی بیٹی نجمہ عرف روزی جو کراچی میں رہائش پذیر ہیں، انہوں نے ''اُمّت'' کو بتایا کہ سب سے شرمناک طریقۂ واردات یہ اختیار کیا جا رہا ہے کہ..... ''میرے سسرال کو مجبور کیا جا رہا ہے کہ شوہر سے کہو کہ وہ اسے گھر

سے نکال دے، پھر ہم جانیں اور ہمارا کام۔'' روزی کے بقول ان کے شوہر کے بھائی مبشر احمد طاہر پر جماعت دباؤ ڈال رہی ہے، جس کے سبب ان کی زندگی شدید پریشانی کا شکار ہے۔

دوسری جانب ''اُمّت'' کو معلوم ہوا ہے کہ مقتول احمد یوسف کے بھائی چودھری بشیر ایڈووکیٹ جو شروع میں اس مقدمے میں اپنی بھتیجی کو سپورٹ کررہے تھے، اب خاموشی اختیار کر چکے ہیں۔ وہ کیوں پیچھے ہٹے؟ اس سوال پر چودھری احمد سیف کہتے ہیں کہ ان کی بیٹیاں جوان ہیں اور رہائش بھی چناب نگر میں ہے، اس لیے وہ اتنا ہی ساتھ دے سکتے تھے۔

روزی نے ''اُمّت'' سے بات چیت میں کہا ہے کہ پولیس قادیانیوں کی مدد کررہی ہے۔ ہمارے پیش کردہ شواہد کو ایک طرف درست قرار دیا جاتا ہے تو دوسری جانب قادیانی قیادت کو شاملِ تفتیش کر کے بھی مقدمہ کی فائل میں کچھ نہیں لکھا جارہا۔ یہاں تک کہ پولیس نے مقتول کا وقوعہ کے وقت چوری ہونے والا موبائل بھی برآمد کرلیا، مگر ایک برس سے زائد عرصہ گزر جانے کے باوجود برآمد شدہ موبائل کا فائل میں کوئی تذکرہ نہیں اور نہ ہی تفتیش کی گئی کہ مقتول کا موبائل ان لوگوں تک کیسے پہنچا۔

(مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۱۴/ جون ۲۰۱۳ء)

قادیانی مصنوعات شیزان، سپیڈ، ثمر قند کا بائیکاٹ

تمام مسلمانوں سے اپیل ہے کہ قادیانی مصنوعات

① شیزان ② سپیڈ (انرجی ڈرنک) ③ ثمر قند

بوتل، جوس، شربت اور دیگر سکوائش اور جوسسز کا بائیکاٹ کریں

شیزان کی ۳۰ فیصد آمدنی چناب نگر جاتی ہے جس سے مسلمانوں کو گمراہ کیا جاتا ہے

ان ناپاک مصنوعات کے استعمال سے

خود بچیں اپنے گھر والوں کو بچائیں اور عام مسلمانوں کو بھی بچائیں

تحریک تحفظِ ختم نبوتؐ (شعبۂ تبلیغ) مجلسِ احرارِ اسلام پاکستان

علی بلال

قادیانیوں نے الجزائر کو ارتدادی سرگرمیوں کا مرکز بنالیا

کئی ممالک میں ارتدادی مہم چلانے والی قادیانی مشنری نے اب اسلامی ملک الجزائر کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنا لیا ہے۔ قادیانیوں کی جانب سے الجزائر کی امازیغی کمیونٹی کے نوجوانوں کو اپنا ہم نوا بنانے کے لیے بھاری فنڈنگ کا انکشاف ہوا ہے۔ ملک بھر کے تعلیمی مراکز اور امازیغی قبائل کے دیہاتی علاقوں میں اسرائیلی اور برطانوی اداروں کی نگرانی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں دیکھی جا رہی ہیں۔ قادیانیوں کی تعلیمات اور سرگرمیاں دیکھی جا رہی ہیں۔ قادیانیوں کی تعلیمات اور سرگرمیوں کو پروموٹ کرنے کے لیے اسرائیلی ادارے بھی فنڈنگ کرنے میں مصروف ہیں۔ فرانسیسی استعماری دور میں الجزائری مجاہدین کی سرگرمیاں مانیٹر کرنے کے لیے استعمال کیا جانے والا ایک خفیہ اڈہ قادیانیوں کی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے، جہاں تعلیمی اداروں کے حلف یافتہ طلبہ وطالبات اور وفادار سرکاری افسران کے ہفتہ وار پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔ الجزائر میں اپنے گمراہ کن تبلیغ کے مثبت اثرات دیکھنے کے بعد قادیانی جماعت کے متبعین سرکاری افسران نے ذرائع ابلاغ اور نشریاتی اداروں پر بھی اپنے مسلک کی تشہیر کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔

الجزائر سے شائع ہونے والے عربی اخبار الشروق نے پہلی مرتبہ ملک کے ایک اعلیٰ منصب پر فائز سرکاری ملازم کا انٹرویو شائع کیا ہے، جس میں اس نے اعتراف کیا ہے کہ وہ قادیانی ہے اور الجزائر میں قادیانی جماعت کے میڈیا کوآرڈینیٹر اور ترجمان مبلغ کے طور پر کام کر رہا ہے۔ اخبار الشروق کے مطابق الجزائر میں قادیانی مشنری کی سرگرمیاں فرانسیسی استعمار کے انخلا کے بعد سے جاری ہیں اور اس مذموم جماعت کے متبعین کو اسرائیل کی جانب سے مالی معاونت فراہم کی جارہی ہے۔

مشنری کی جانب سے ملک کے سرکاری عہدوں پر فائز افسران اور تعلیمی جامعات کے طلبہ وطالبات کو اپنا ہم فکر بنایا جا رہا ہے۔ رپورٹ کے مطابق ۲۰۰۲ء سے قبل قادیانی گروہ کی سرگرمیاں الجزائر کے شمالی علاقے ''میلہ'' کے ایک دور افتادہ مقام تک محدود تھیں۔ یہ الجزائر کا سب سے اہم اور سیاحتی مقام ہے۔ ''القریطہ'' کے نام سے معروف یہ جگہ پہاڑی ڈھلوانوں اور چٹانوں میں گھرا ہوا ہے اور سیاحوں کی اکثریت یہاں کا رخ کرتی ہے۔ فرانسیسی استعمار اس جگہ کو مجاہدین کی سرگرمیوں کو مانیٹر کرنے کے لیے استعمال کرتے رہے ہیں۔ فرانسیسی استعمار کی موجودگی میں یہاں قادیانیوں کی سرگرمیوں کی داغ بیل ڈالی گئی، جنہیں فرانس، برطانیہ اور اسرائیل کی مشترکہ حمایت حاصل ہے۔ الجزائر کے باشندوں کو دھوکہ دینے کے لیے قادیانیوں کو مجاہدین کے طور پر متعارف کروایا جاتا رہا ہے۔ فرانسیسی استعمار کی سرپرستی میں الجزائر میں منظورِ نظر قادیانی افسران کو عہدے دیے گئے اور انہیں اپنی مذموم تبلیغ کے مواقع فراہم کیے گئے، تاکہ انخلا کے بعد قادیانی اپنی سرگرمیاں آگے بڑھائیں اور مجاہدین کی جدوجہد کو ضائع کر دیں۔

قادیانیوں کی زیادہ تر توجہ امازیغی قبیلے کے افراد پر مرکوز ہے۔ انہیں یہ باور کرایا جاتا ہے کہ امازیغیوں میں موجود تصوف کے سلسلوں کی طرح قادیانیت بھی ایک سلسلہ ہے۔ چونکہ امازیغی زبان میں اسلامی تعلیمات کو پھیلانے کا کام بہت کم ہوا، قرآن کریم کا ترجمہ بھی امازیغی زبان میں ابھی ہوا ہے، اکثر امازیغی دوسری زبانیں پڑھنے سے قاصر ہیں، اسی لیے قادیانیوں نے اس قبیلے کو ہدف بنایا ہے۔ الشروق کے مطابق الجزائر میں بہت عرصے تک قادیانی تبلیغ کا سلسلہ خفیہ طور پر چلتا رہا ہے، جس کے نتیجے میں بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں کو گمراہ کیا جا چکا ہے۔ الجزائر میں اس وقت تجارتی اور سفارتی امور انجام دینے والے افراد قادیانیت کے مبلغ کے طور پر موجود ہیں۔ رپورٹ کے مطابق الجزائر میں ڈھائی ہزار سے زائد قادیانی تبلیغی مشن پر مامور ہیں۔ پورے الجزائر میں ''القریطہ'' کے علاوہ اگرچہ ملک میں کسی دوسری جگہ قادیانیوں کی کوئی عبادت گاہ نہیں، لیکن دارالحکومت میں کچھ سرکاری افسران کے گھروں کو تبلیغ کے لیے استعمال کیے جانے کا انکشاف ہوا ہے۔ النہار نامی جریدے نے دعویٰ کیا ہے کہ اس کے نمائندوں نے تعلیمی جامعات کے ایسے پندرہ رکنی گروپ سے ملاقات کی ہے، جو قادیانیت کے پیروکار تھے۔ تحقیقات پر معلوم ہوا کہ وہ سیر کے بہانے ہر ہفتے القریطہ کے علاقے میں جاتے ہیں، جہاں وہ قادیانیوں کی خفیہ سرگرمیوں میں حصہ لیتے ہیں۔ طلبہ سے لی جانے والی معلومات سے منکشف ہوا ہے کہ الجزائری یونیورسٹیوں میں قادیانی مشنری نے طلبہ کو اپنی جانب راغب کرنے کے لیے منظم جال پھیلا رکھا ہے۔ غریب طلبہ وطالبات کو قادیانی تعلیمات قبول کرنے کے بدلے مالی معاونت اور سکالرشپ پر فرانس اور دیگر یورپی ممالک بھیجنے کی پیشکش کی جاتی ہے۔ طلبہ کو پکنک کے بہانے ہفت روزہ پروگرامات میں شامل کرنے کے لیے دارالحکومت اور دور افتادہ سیاحتی علاقوں میں لے جانے کے انتظامات کیے جاتے ہیں، جہاں انہیں مشنری کے اہم افراد سے ملایا جاتا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اب تک یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ الجزائر میں قادیانیت اختیار کرنے والوں کی مجموعی تعداد کتنی ہے تاہم ذرائع ابلاغ سے ملنے والی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ ملک میں قادیانیت کی سرگرمیوں کی نہ صرف تصدیق ہوئی ہے، بلکہ سوشل ویب سائٹس اور اخبارات کے ذریعے بھی قادیانیت کی تبلیغ شروع کر دی گئی ہے۔ رپورٹ کے مطابق قادیانی جماعت نے ملک کی بے روزگاری اور معاشی مشکلات سے فائدہ اٹھانا شروع کر دیا ہے۔ قادیانی مشنری کو ایسے افراد کی تلاش رہتی ہے جو کمزور عقائد رکھتے ہوں اور دینی تعلیمات سے بے بہرہ اور غربت ومعاشی مشکلات کا شکار ہوں۔ عرب اخبار النہار نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ برطانیہ، اسرائیل اور فرانس کی جانب سے پانچ ہزار قادیانی ایجنٹ الجزائر تیونس اور دیگر شمالی افریقہ کے ممالک میں بھیجے گئے ہیں، جن میں سب سے زیادہ افراد الجزائر آئے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق گزشتہ برس ذرائع ابلاغ نے قادیانیوں کی سرگرمیوں سے متعلق حکومتی ذمہ داروں کی توجہ مبذول کرائی تھی اور وزارت دینی امور کو مطلع کیا تھا، جس کے بعد متعلقہ علاقوں میں خطیبوں اور ائمہ مساجد کے ذریعے لوگوں کو قادیانی فرقے کے مکر وفریب سے آگاہ کرنے کی کوشش کی گئی تھی، تاہم یہ کوششیں ناکافی تھیں۔ سوشل میڈیا پر قادیانیوں کی سرگرمیوں کو دیکھتے ہوئے محسوس کیا جا سکتا ہے کہ الجزائر میں اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے قادیانیوں نے تیاریاں مکمل کر لی ہیں اور وہ طلبہ وطالبات اور سرکاری ملازمین کی بڑی تعداد کو ہمنوا بنانے میں کامیابی حاصل کر چکے ہیں۔ (مطبوعہ: روزنامہ ''اُمّت'' کراچی، ۲۱ مئی ۲۰۱۳ء)

کتاب: عقیدۂ امامت اور خلافتِ راشدہ مصنف: قاضی محمد طاہر علی الہاشمی

ضخامت: ۸۳۲ صفحات قیمت: ۷۰۰ روپے

۲۲ر رجب المرجب ۶۰ھ، اسلامی تاریخ میں وہ یادگار دن ہے جب خلافتِ راشدہ کا درخشاں سورج تقریباً عرصہ ۴۰ سال تک دنیائے امارت وخلافت پر ضیا پاشیاں کرنے کے بعد غروب ہوگیا۔ عرب وعجم کا عظیم مدبّر وفاتح، علم وحلم کا آفتاب، جلیل القدر صحابیٔ رسول، خال المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، کاتبِ وحی، لسانِ نبوّت سے ہادی ومہدی اور راز دان ومحبوبِ پیغمبر کا لقب پانے والی شخصیت سیدنا معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ اُن کے یومِ وصال پر الحمدللہ عرصہ ۲۹ سال سے مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ چوک، حویلیاں (ہزارہ) میں ان کی سیرت وکردار کو مسلمانوں کے دلوں میں اُجاگر کرنے کے لیے سالانہ کاتبِ وحی کانفرنس کا انعقاد ہوتا ہے۔ اِمسال مذکورہ کانفرنس یکم جون ۲۰۱۳ء بروز ہفتہ بعد نماز مغرب (۲۲ر رجب المرجب ۱۴۳۴ھ) کو منعقد ہوئی۔ جس کے مہمانانِ گرامی فرزند جرنیل سپاہِ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق شہید جناب مولانا محمد معاویہ اعظم، حضرت مولانا اکرام اللہ مجددی اور بالخصوص فخرِ سادات سرمایۂ اہلِ حق مدیر ماہنامہ نقیب ختمِ نبوّت، نائب امیر مجلس احرار اسلام پاکستان سید محمد کفیل شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم تھے۔ اس سال منعقد کی جانے والی کانفرنس کی نمایاں خصوصیت یہ تھی کہ اس موقع پر محقق اسلام، وکیل صحابہ واہلِ بیت پروفیسر قاضی محمد طاہر علی الہاشمی کی ایک منفرد تاریخی، تحقیقی اور گراں مایہ کتاب ''عقیدۂ امامت وخلافتِ راشدہ'' کی تقریب رونمائی بھی ہوئی۔

الحمدللہ حضرت قاضی صاحب کی اس سے قبل تقریباً ڈیڑھ درجن تاریخی، تحقیقی اور معرکۃ الآراء کتب منصۂ شہود پر آچکی ہیں اور درجنوں علمی مقالہ جات ملک بھر کے رسائل وجرائد بالخصوص ''نقیبِ ختمِ نبوّت ملتان'' کی زینت بن کر اہلِ حق کی رہنمائی کا ذریعہ بن چکے ہیں، فجزاہ اللہ عن سائر المسلمین۔

''عقیدۂ امامت اور خلافتِ راشدہ'' امامت وخلافت کے عنوان پر مؤلف موصوف کی معرکۃ الآراء، منفرد، تاریخی، تحقیقی تصنیف ہے اس عنوان پر اتنی مدلل اور مفصل تالیف شاید ہی اس سے پہلے تحریر کی گئی ہو۔ مذکورہ کتاب ۸۳۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں امامت وخلافت کے مسئلہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اس کتاب میں قادیانیوں کے تصور خلافت اور ان کے مزعومہ خلفاء کی مکمل تفصیل، خوارج کا نظریہ خلافت، شیعہ کا نظریۂ امامت (جو ان کے تمام باطل عقائد بشمول عقیدۂ تحریف قرآن، تکفیر صحابہ کرام کی بنیاد واساس ہے) کو بھی بڑی تفصیل سے واضح کرکے نظریۂ امامت پر شیعہ کے قرآن پاک سے استدلالات، حدیث سے استدلال کا دندان شکن جواب مدلّل تحریر کیا گیا ہے۔ جن کو پڑھ کر شیعہ

کی طرف سے پیدا کردہ تمام شکوک وشبہات اور اوہام ھباءً منثورا ہو جاتے ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ مؤلف موصوف نے شیعہ کے قرآن وحدیث سے بارہ بارہ دلائل کا ذکر کیا ہے اور مسلمانوں کے عقیدۂ خلافت کے دلائل از قرآن وحدیث میں بھی بارہ کے عدد کو ہی ملحوظ رکھا ہے۔

مسلمانوں اور شیعہ کے درمیان صدیوں سے متنازع مسائل میں مسئلہ قرطاس بھی ہے۔ مؤلف نے کتبِ حدیث سے حدیث قرطاس کے مکمل متون درج فرما کر پہلی بار اس مسئلہ کی تفصیل سے وضاحت فرمائی ہے۔

کتاب مذکور کا جو سب سے اہم اور تفصیلی موضوع ہے۔ وہ عقیدۂ خلافتِ راشدہ ہے جس کی تشریحات میں بڑے بڑے لوگوں کو تسامح ہوا ہے۔ اور انہوں نے خلافتِ راشدہ کا مصداق متعین کرنے میں ٹھوکر کھائی ہے اور بلا وجہ اس مسئلہ کو اختلاف کا ذریعہ بنایا، حضرت مؤلف نے اس مسئلہ پر اتنی تفصیلی گفتگو فرمائی ہے کہ کوئی بھی انصاف پسند قاری اگر تعصب کی عینک اتار کر ان دلائل کو پڑھے گا تو ان شاء اللہ ضرور اس کی تسلی اور تشفی ہو گی۔ خلافت کے ماخذ، خلافت کا لغوی مفہوم، قرآن وحدیث سے اہلِ سنت کے استدلالات، خلافت کی اہمیت، خلافت کی مروجہ تقسیم، خلفا کا مکمل شجرہ (جو الگ سے ایک خوبصورت چارٹ کی صورت میں بھی دستیاب ہے) خلافتِ راشدہ اور شرائط استحقاقِ خلافتِ راشدہ پر تفصیلاً روشنی ڈالی گئی ہے۔ نیز خلفاء راشدین کے طریقۂ انتخاب پر بھی بحث کی گئی ہے کہ کون سے خلیفہ کی خلافت کا انعقاد کیسے ہوا ہے۔ اور پھر امیر المؤمنین خلیفۃ المسلمین خلیفۂ راشد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافتِ راشدہ پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔ اور اس سلسلہ میں مؤرخین اور علماء کرام کی آراء بھی شامل کی گئی ہیں اور دلائل سے ثابت کیا گیا ہے کہ سیدنا حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت پر ہر اعتبار سے خلافتِ راشدہ کا اطلاق بالکل درست اور صحیح ہے اور یقیناً زمرۂ خلفا راشدین میں شامل ہیں اور انہیں اس زمرہ سے نکالنے کی کوشش محض ہٹ دھرمی اور سینہ زوری ہے۔ دلائل کی دنیا میں انہیں کوئی بھی اس منصب سے نہیں ہٹا سکتا یہ کتاب یقیناً ایک گراں قدر علمی شاہکار اور شہ پارہ ہے۔

ایک بات ملحوظِ نظر رہے کہ احقر نے کتاب کا بغور مطالعہ کیا ہے بڑی محنت اور کوشش کے باوجود کچھ لفظی غلطیاں کمپوزنگ میں باقی رہ گئی ہیں۔ البتہ ایک بڑی غلطی جو محض کمپوزر کی طرف سے واقع ہوئی ہے وہ کتاب کے صفحات از ٦٦٧ تا ٦٦٩ پر ہے۔ جہاں ایک طویل عبارت کو حذف کر دیا گیا جس سے ساری بحث ہی بے ربط ہو کر رہ گئی۔ اور اس کی تمام تر ذمہ داری کمپوزر پر واقع ہوتی ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کتاب کی کمپوزنگ کے بعد پہلے پرنٹ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ غلطی بعد میں کی گئی ہے، پہلے پرنٹ میں یہ غلطی موجود نہیں ہے۔ تاہم ان شاء اللہ العزیز آئندہ ایڈیشن میں ان تمام اغلاط کی اصلاح کر دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مؤلف کی پیرانہ سالی کی حالت میں اس محنت شاقہ کو محض اپنی رضا کے لیے اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں اور اسے عامۃ المسلمین کے لیے ہدایت اور راہنمائی کا ذریعہ بنائے۔ آمین

یہ کتاب قاضی چن پیر الہاشمیؒ اکیڈمی حویلیاں ایبٹ آباد کے علاوہ درج ذیل پتوں سے دستیاب ہے۔

١۔ عثمان گف سنٹر، اقبال مارکیٹ حویلیاں، ہزارہ 0301-8120715

٢۔ دار انس، بستی شیر خان، ضلع ہری پور (مبصر: حفیظ الرحمٰن طاہر)

ادارہ

اخبار الاحرار

لاہور (30 رمئی) مجلس احرارِ اسلام پاکستان اور تحریک تحفظِ ختم نبوت نے اسلامی نظریاتی کونسل کی جانب سے توہین رسالت قانون کو تبدیل نہ کرنے کی سفارش کا خیر مقدم کرتے ہوئے کونسل کو خراجِ تحسین پیش کیا ہے، قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری، عبداللطیف خالد چیمہ، سید محمد کفیل بخاری اور میاں محمد اویس نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل مبارک باد کی مستحق ہے کہ ایک ایسے وقت میں جب عالمی کفریہ طاقتیں پاکستان کے دستور کی اسلامی دفعات کو ختم کرنے کے لیے اپنا دباؤ بڑھا رہی ہیں۔ قانون توہین رسالت کو نہ چھیڑنے اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کرنے کی سفارش کر کے اپنا اسلامی اور آئینی فریضہ ادا کیا ہے۔ قائد احرار سید عطاء المہیمن بخاری نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کا آئین میں جو کردار متعین ہے اُس کو بحال کرنے کی ضرورت ہے، انہوں نے کہا ہے کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں مرتد کی شرعی سزا کا نفاذ ضروری ہے۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو ماضی کی حکومتوں نے سرد خانے میں ڈالے رکھا، نئی حکومت کے لیے ضروری ہے کہ وہ اسلامی نظریاتی کونسل کے کردار کو آئینی تقاضوں کے مطابق زندہ کرے اور اس کی سفارشات پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔

☆......☆......☆

لاہور (30 رمئی) سپریم کورٹ آف پاکستان کے چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں قائم بنچ نمبر 1 نے ساہیوال کے مشہور مقدمہ قتل کے پانچ قادیانی ملزمان الیاس منیر مربی، نعیم الدین، عبدالقدیر، نثار اور حاذق رفیق طاہر کے دائمی وارنٹ گرفتاری جاری کر دیئے ہیں یاد رہے کہ 26 را کتوبر 1984ء کو قادیانیوں نے مسلح ہو کر مجلس احرارِ اسلام ساہیوال کے امیر اور جامعہ رشیدیہ کے مدرس قاری بشیر احمد حبیب اور پولی ٹیکنیکل کالج کے طالب علم اظہر رفیق کو شہید کر دیا تھا جس پر فوجی عدالت نے ملزمان کو سزائیں سنائیں، لاہور ہائی کورٹ نے ملزمان نے جو سزائیں کاٹیں ان کو کافی قرار دے کر رہا کرنے کا حکم دیا تھا اور ملزمان بیرون ممالک فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے تھے جس پر مقدمہ کے مدعی عبداللطیف خالد چیمہ نے سپریم کورٹ میں اپیل دائر کی سپریم کورٹ میں چودھری علی محمد ایڈووکیٹ مدعی کی طرف سے پیروی کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مشن چوک ساہیوال کی قادیانی عبادت گاہ جس کو دفعہ 145 کی کارروائی کے تحت سیل کر دیا گیا تھا اُس کا مقدمہ بھی ساہیوال کی عدالت میں زیرِ سماعت ہے جس کی پیروی مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ کر رہے ہیں۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (یکم جون) ڈرون حملے ملکی سلامتی وخود مختاری پر حملے ہیں، اِن حملوں کے حامی یا اِن پر مجرمانہ خاموشی اختیار کرنے والے سیاستدان ملک وملت کے مجرم ہیں۔ اِن خیالات کا اظہار تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام

پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اپنے بیان میں کیا، انہوں نے کہا کہ ڈرون حملے پرویز مشرف کے دورِ اقتدار کا تحفہ ہیں جو امریکہ کے ساتھ ناروا معاہدات کا نتیجہ ہیں، پیپلز پارٹی نے اِن معاہدات کو دوام بخشا اگر نئی حکومت نے یہ خفیہ معاہدے ختم کر کے ملکی سلامتی و خودمختاری کو یقینی نہ بنایا تو یہ حکومت اپنی ساکھ کھو بیٹھے گی اور خارجہ پالیسی کے حوالے سے ناکام ہو جائے گی۔ عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا کہ نواز شریف، عمران خان اور مقتدر حلقوں کو ڈرون حملوں کے ذریعے بے گناہ انسانوں کا قتلِ عام بند کرانے میں مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ پرویز مشرف کو سنگین مقدمات کا سامنا ہے جبکہ اس کو بیرون ملک فرار کرانے کی سازشیں ہو رہی ہیں حیرانی تو اس بات پر ہے کہ سابقہ حکمران ،نگران حکومت اور متوقع حکمران اس مسئلہ پر پراسرار خاموشی اختیار کئے ہوئے ہیں، یہ وقت خاموش رہنے کا نہیں بولنے کا ہے ورنہ لال مسجد کے شہداء کا خونِ بے گناہی خود سر چڑھ کے بولے گا۔

☆......☆......☆

چیچہ وطنی (2؍جون) دارالعلوم ختمِ نبوت جامع مسجد اور دوسری شاخ مرکزی مسجد عثمانیہ درجہ ناظرہ کا امتحان قاری محمد عبداللہ رحیمی نے لیا اور نتیجہ مناسب قرار دیتے ہوئے زور دیا کہ طلباء کو نماز کی دہرائی کے لئے محنت کی جائے جبکہ درجہ حفظ قرآن پاک دارالعلوم ختمِ نبوت جامع مسجد کے طلباء کرام کا امتحان 25۔ جون کو قاری عتیق الرحمٰن ساہیوال نے جبکہ مرکزی مسجد عثمانیہ کے درجۂ حفظ قرآن پاک کے درجے کا امتحان قاری بشیر احمد ساہیوال نے لیا دونوں ممتحنین نے طلباء کی کارکردگی کو تسلی بخش قرار دیتے ہوئے مدرس و منتظمین کی محنت کو سراہا علاوہ ازیں دارالعلوم ختمِ نبوت کے صدر مدرس قاری محمد قاسم نے 22؍جون کو مدرسہ عربیہ رحیمیہ (42-12 ایل) کے درجہ حفظ قرآن پاک کا امتحان لیا بعدازاں 27؍جون کو مدرسہ معمورہ دفتر احرار لاہور کے طلباء کرام کا امتحان لیا 2 جولائی کو وہ چناب نگر گئے اور مدرسہ ختمِ نبوت کے درجہ حفظ قرآن پاک کے طلباء کا امتحان لیا۔

☆......☆......☆

لاہور (2؍جون) خلیفہ ششم برحق سیدنا حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ''یوم وفات'' کے موقع پر مجلس احراراسلام، اہلسنت والجماعت، مجلس خدام صحابہ، تحریک مدح صحابہ اور دیگر تنظیموں کے زیر اہتمام ملک بھر میں اجتماعات، سیمینارز اور اجلاس منعقد ہوئے۔ مجلس احراراسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے مختلف مقامات پر اپنے بیانات میں کہا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا مثالی دورِ حکومت ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نمونے کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجلس احراراسلام پاکستان کے نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے مرکزی دفتر احرار نیو مسلم ٹاؤن لاہور میں ''یوم معاویہ'' کے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے ارشادِ گرامی کی روشنی میں تمام صحابہ بخشے ہوئے ہیں اور ہم جس کی بھی اتباع کرینگے وہ ہمیں جنت میں لے جائے گی۔ انہوں نے کہا کہ منکرین صحابہ نے اسلام اور مسلمانوں کی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بڑا مکروہ اور گھناؤنا کردار ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ نے 19 سال 64 لاکھ مربع میل پر خلافت وحکومت کی اور رہتی دنیا تک کے لیے حکمرانی کے آداب متعین فرمائے انہوں نے

کہا کہ بعض لوگ 22 رجب المرجب کے دن کونڈوں کی جو رسم ادا کرتے ہیں اور اس کو سیدنا امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی نیاز کہا جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے امام جعفر صادق ؒ 22 رجب کو نہ تو پیدا ہوئے اور نہ ہی 22 رجب ان کا یوم وفات ہے۔

☆......☆......☆

لاہور (3/ جون) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری، نائب امیر سید محمد کفیل بخاری، سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور میاں محمد اویس نے حضرت مولانا حکیم محمد اختر رحمہ اللہ کے انتقال پر تعزیت کا اظہار کرتے ہوئے اُن کے لیے دعاءِ مغفرت کی ہے۔ اپنے تعزیتی بیان میں انہوں نے کہا کہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ نے عمر بھر سلوک و تصوف کے ذریعے انسانیت کی جو خدمت کی وہ ان کا صدقہ جاریہ رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ حکیم صاحب مرحوم نے روحانیت کا جو فیض جاری کیا لوگ اُس سے مستفید ہوتے رہیں گے۔

لاہور میں خواتین کا سہ روزہ ختم نبوت کورس

4،5،6/ جون 2013ء بروز پیر، منگل، بدھ، جوڈیشل کالونی رائے ونڈ روڈ پر میاں محمد اویس صاحب کی والدہ ماجدہ اور دیگر معزز خواتین کی محنت سے سہ روزہ ختم نبوت کورس منعقد ہوا۔

4/ جون کو سید محمد کفیل بخاری اور مولانا محمد مغیرہ

5/ جون کو مولانا عبدالرؤف فاروقی اور مولانا محمد مغیرہ

6/ جون جناب عبداللطیف خالد چیمہ اور مولانا محمد مغیرہ نے لیکچرز دیے

مقررین نے عقیدۂ ختم نبوت، قرآن و حدیث کی روشنی میں، حیاتِ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، فتنۂ قادیانیت اور ان کے باطل عقائد۔ قادیانیت کی تردید و احتساب کی تاریخ جیسے اہم عنوانات پر تفصیلی گفتگو کی، آخر میں سید محمد کفیل بخاری نے دعا کرائی اور ختم نبوت پر مبنی لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

☆......☆......☆

لاہور (6/ جون) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے امیر مرکزیہ سید عطاء المہیمن بخاری اور سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے اُمید ظاہر کی ہے کہ میاں نواز شریف نے وزیر اعظم کے منصب کے لئے جو حلف اٹھایا ہے اس کی پاس داری بھی کریں گے، انہوں نے کہا کہ ان کی جماعت نیکی کے ہر کام میں حکومت سے تعاون اور برائی کے ہر کام میں مخالفت کرے گی۔ اپنے مشترکہ بیان میں انہوں نے کہا کہ نواز شریف کو اپنے حلف کی روشنی میں قیام ملک کے اصل مقصد، نفاذ اسلام کی طرف پیش رفت کرنی چاہیے تاکہ سرمایہ دارانہ نظام کی چکی میں پسنے والے مفلوک الحال عوام کو سکھ کا سانس لینا نصیب ہو جائے۔ انہوں نے نئی حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ 1974ء کی قرار دادِ اقلیت اور 1984ء کے امتناع قادیانیت ایکٹ پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے اور ملک و ملت کے خلاف قادیانی ریشہ دوانیوں کا تدارک کیا جائے۔

سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے امیر اور خلیفۂ راشد ہیں (سید محمد کفیل بخاری)

تلہ گنگ (7/ جون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا ہے کہ سیدنا امیر

معاویہ رضی اللہ عنہ کو اللہ نے دین کی اشاعت کے لیے قبول کیا اور خلافت راشدہ کے عظیم منصب پر فائز کیا۔ سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت امت مسلمہ کے اتحاد کا مظہر تھا۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے مرکز ختم نبوت مسجد سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں اجتماع جمعہ سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ اس موقع پر مجلس احرار اسلام کے رہنما مولانا تنویر الحسن، ڈاکٹر محمد عمر فاروق اور حاجی ماسٹر غلام یسین بھی موجود تھے۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی نائب امیر سید محمد کفیل بخاری نے کہا کہ صحابۂ کرام کا ادب واحترام واجب ہے، دین ہمیں انہی سے ملا ہے، تمام صحابہ کرام آسمانِ نبوت کے تارے ہیں سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اللہ نے عزت دی اور وحی کی کتابت کا کام لیا۔ انہوں نے کہا کہ توہین صحابہ کرنے والوں پر اللہ پاک ہدایت کے راستے بند کر دیتا ہے کیونکہ صحابہ نے ہی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت میں رہ کر اور آپ کی سنت پر عمل کر کے جنت کی ضمانت حاصل کی ہمیں صحابہ سے محبت ہے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وجہ سے اس لیے کہ ہمارے ایمان کا محور اور بنیاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثار ہیں ہمیں ان سے محبت ہے۔ انہوں نے کہا سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کا دورِ حکومت امت مسلمہ کے اتحاد کا مظہر تھا۔ سیدنا امیر معاویہ کو ۱۹ سالہ دورِ حکومت میں سیدنا حسن وحسین کا مکمل تعاون حاصل تھا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سب سے بڑی اسلامی مملکت کے امیر اور خلیفۂ راشد تھے۔ ان کے دور میں منافقین، یہود ونصاریٰ کی اسلام دشمن سازشوں کا قلع قمع کیا۔ انہوں نے حضرت امیر معاویہ کی سیرت وکردار سے روشناس کراتے ہوئے کہا کہ سیدنا معاویہ وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے اسلامی تاریخ میں سب سے پہلے ۷ اسو بحری بیڑے سمندر میں اتار کر قیصر روم اور طاغوتی قوتوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ انہوں نے اس بات پر زور دیتے ہوئے کہا کہ سیدنا معاویہ کے طرز حکمرانی سے رہنمائی حاصل کر کے امت مسلمہ اپنے کھوئے ہوئے وقار کو دوبارہ حاصل کر سکتی ہے۔

☆......☆......☆

لاہور (7 / جون) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ نئے حکمران قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹانے اور آئین وقانون کے مطابق اُن سے سلوک کو اپنی ترجیحات میں شامل کریں، وہ مسجد حنفیہ (رحمٰن گلی) نشتر روڈ لاہور میں نماز جمعتہ المبارک کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ انہوں نے کہا کہ جب قادیانی خود کو اُمتِ مسلمہ سے از خود الگ کر چکے ہیں تو پھر اسلام کا ٹائٹل استعمال کر کے دنیا کو دھوکہ دینا چھوڑ دیں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ مسٹر ظفر اللہ خان نے بانی پاکستان کا جنازہ نہ پڑھ کر ثابت کر دیا تھا کہ قادیانی مسلمان نہیں۔ انہوں نے کہا کہ امتناع قادیانیت ایکٹ پر چناب نگر سمیت ملک بھر میں عمل درآمد نہیں ہو رہا، انہوں نے کہا کہ اس صورتحال سے کشیدگی بڑھے گی، انہوں نے عوام سے اپیل کی کہ وہ اپنی اگلی نسلوں تک دین کا علم پہنچانے کے لیے اور عقیدۂ ختمِ نبوت کی اہمیت اُجاگر کرنے کا اہتمام کریں، انہوں نے کہا کہ سیاسی جماعتیں اپنے اندر سے قادیانی ایلیمنٹ کو نکال باہر کریں۔

☆......☆......☆

ملتان (10 / جون) مدرسہ معمورہ دارِ بنی ہاشم، ملتان کا تعلیمی سال بحمداللہ اختتام پذیر ہوا۔ اس سال مدرسہ ہذا کے شعبہ درسِ نظامی میں جلالین شریف تک درجات تھے۔ شعبہ حفظ و ناظرہ میں ۷۰ سے زائد طلباء قرآن کریم کی تعلیم حاصل کررہے ہیں۔ امسال 9 طلباء نے وفاق المدارس العربیہ کے تحت قرآن مجید کا امتحان دیا۔ مدرسہ کا سالانہ امتحان 10 / جون 2013ء کو جناب قاری محمد طسین صاحب نے لیا۔ اورالحمدللہ نتیجہ پر غیر معمولی مسرت کا اظہار کیا۔

☆......☆......☆

لاہور (11 / جون) تحریک ختم نبوت کے رہنما اور مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ نے کہا ہے کہ پارلیمان کے مشترکہ اجلاس میں صدر آصف علی زرداری نے کہا ہے کہ ”ناموس رسالت کے قانون کا غلط استعمال روکنے کے لیے اقدامات کیے جانے چاہئیں۔ ہم ان سے کہتے ہیں کہ تمام قوانین کے غلط استعمال کو روکیں اور محض توہین رسالت کے قانون کو تختۂ مشق بنا کر امریکی و استعماری ایجنڈا پورا نہ کریں۔

سالانہ دورہ تقویتِ عقائد ومحاضراتِ ختم نبوت، ملتان

ملتان (15 / جون) تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرار اسلام پاکستان کے زیر اہتمام سالانہ دس روزہ دورہ تقویت عقائد و محاضرات ختم نبوت کا آغاز قائد احرار ابنِ امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہٗ کی دعا سے ہوا۔ مولانا محمد مغیرہ، سید محمد کفیل بخاری، مفتی سید صبیح الحسن ہمدانی، مفتی محمد عمر فاروق، مفتی نجم الحق، قاری محمد آصف (سابق قادیانی) نے عقیدۂ ختم نبوت، قادیانی عقائد اور ان کا تعارف، قادیانی مغالطے اور ان کے جوابات، ہم ختم نبوت کا کام کیسے کریں، احرار اور محاسبۂ قادیانیت، مقام صحابہ، مشاجراتِ صحابہ میں راہِ اعتدال اور دیگر موضوعات پر لیکچرز دیے۔

آخری دو روز ممتاز دانشور جناب پروفیسر سید خالد جامعی (کراچی یونیورسٹی) نے مغربی تہذیب اور مغربی فکر و فلسفہ، ترقی اور اسکے ہمارے معاشرے اور تہذیب پر اثرات کے عنوانات پر تحقیقی اور عالمانہ لیکچرز دیے۔ سید محمد کفیل بخاری نائب امیر مجلس احرار اسلام کی دعا کے ساتھ یہ کورس اختتام پذیر ہوا۔ اور شرکاءِ کورس کو ختم نبوت اور قادیانیت پر لٹریچر دیا گیا۔

☆......☆......☆

لاہور(18 / جون) مجلس احرار اسلام پاکستان کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات میاں محمد اویس نے برما (میانمار) کے مسلمانوں کے بہیمانہ قتل پر گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ او آئی سی اور یو این او مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کا فوری نوٹس لے مسلمانوں کے اس قتل عام پر او آئی سی اور انسانی حقوق کی تنظیموں کی خاموشی قابل مذمت ہے پاکستانی حکومت کو برما کے مسلمانوں کے حق میں بھر پور آواز اٹھانی چاہیے انہوں نے کہا کہ مسلمان ایک جسدِ واحد کی طرح ہیں اگر ایک پر ظلم ہو تو تمام مسلمانوں کو اس کی مدد کرنی چاہئے ان حالات میں مسلم ممالک کی حکومتوں کو اپنا مؤثر کردار ادا کرنا چاہیے، برمی مسلمان بھی ہمارے بھائیوں کی طرح ہیں ہم ان کے دکھ میں برابر کے شریک ہیں۔

☆......☆......☆

اسلام آباد (29 / جون) مجلس احرارِ اسلام پاکستان کے سیکرٹری جنرل عبداللطیف خالد چیمہ اور تحریک تحفظ ختم

نبوت کے مرکزی ناظمِ تبلیغ مولانا محمد مغیرہ (خطیب جامع مسجد احرار چناب نگر) 29 / جون ہفتہ کو راولپنڈی پہنچے، مولانا محمد مغیرہ نے خالد چیمہ کی معیت میں جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں جاری تعلیمی و تربیتی کورس میں عقیدۂ ختم نبوت اور رَدِ قادیانیت کے حوالے سے لیکچرز دیئے۔ 30 / جون کو عبداللطیف خالد چیمہ نے روزنامہ ''اُمت'' راولپنڈی کے ایگزیکٹو ایڈیٹر جناب سیف اللہ خالد کی رھائش گاہ پر منعقدہ ''میڈیا واچ'' کے اجلاس کی صدارت کی، اجلاس میں گزشتہ مہینوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا اور آئندہ مہینوں کے لیے اہداف طے کیے گئے، یکم جولائی کو عبداللطیف خالد چیمہ سیالکوٹ روانہ ہو گئے جہاں بعد نماز عشاء انہوں نے ختم نبوت یوتھ فورس کے زیر اہتمام ''عصر حاضر میں تحفظ ختم نبوت کے تقاضے'' کے موضوع پر تفصیلی بیان کیا 2 جولائی کو وہ لاہور روانہ ہو گئے۔

سید محمد کفیل بخاری کی تبلیغی و تنظیمی مصروفیات

۲۴/ مئی، خطبۂ جمعہ، مدرسہ معاذ، بدھلہ روڈ ملتان۔ خطاب: بیادحاجی محمد ثقلین مرحوم

۲۶/ مئی سالانہ اجتماع خواتین، جامعہ بستانِ عائشہ ملتان۔ اصلاحی خطاب

۳۰/ مئی جمعرات بعد نماز مغرب جامع مسجد المعمور، ناگڑیاں ضلع گجرات۔ تبلیغی و اصلاحی خطاب

۳۱/ مئی خطبۂ جمعہ، مسجد احرار، مدرسہ ختم نبوت، ماڈل ٹاؤن گجرات

۳۱/ مئی بعد نماز عشاء ملاقات و مشورہ اراکین مجلس احرار اسلام راولپنڈی

یکم جون ہفتہ بعد نماز عشاء مرکزی جامع مسجد، سیدنا معاویہ چوک، حویلیاں (ہزارہ)

کاتبِ وحی سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ کانفرنس سے خطاب

۲/ جون، ماہانہ درس قرآن، دفتر مجلس احرارِ اسلام لاہور، بعد نماز مغرب

۴/ جون، بیاد سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ، خطاب بعد نماز عشاء دارِ ابی سفیان، بلال مسجد قصور

۶/ جون، فتنۂ قادیانیت اور اس کا تعاقب، لیکچر بعد نمازِ عشاء قرآن محل ملتان (زیرِ صدارت: پروفیسر ابوالکلام خواجہ صاحب)

۷/ جون، خطبۂ جمعہ، مسجد ابوبکر صدیقؓ، تلہ گنگ، بعنوان سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ

۱۳/ جون، مشاورت و ملاقات احبابِ احرار، رحیم یار خان / ۱۴/ جون، خطبۂ جمعہ، مسجد ختم نبوت، مسلم چوک رحیم یار خان

۱۵/ جون، آغاز ختم نبوت کورس دارِ بنی ہاشم ملتان

۲۲/ جون، ختم نبوت کانفرنس، بغداد اسٹیشن، بہاولپور خطاب بعد نماز عشاء

۲۴/ جون، اختتام کورس دارِ بنی ہاشم ملتان / ۲۴/ جون، سالانہ مجلس قرآت، مسجد احرار چناب نگر، خطاب ا بجے شب

۲۷/ جون، خطاب بعد نمازِ مغرب تقریب تکمیل حفظِ قرآن، مکی مسجد حرم گیٹ ملتان

۲۸/ جون، خطبۂ جمعہ عید گاہ کلاں......ڈیرہ اسماعیل خان

۲۸/ جون، بعد نمازِ عصر تا عشاء، خطاب جلسہ تکمیل حفظ قرآن و دستار بندی، مسجد الفردوس بستی ڈیوالہ، ڈیرہ اسماعیل خان

مسافرانِ آخرت

- رحیم یار خان میں قدیم احرار کارکن صوفی محمد اسحٰق (بستی مولویان) کی ہمشیر اور محمد طارق چوہان کی پھوپھی صاحبہ، انتقال: ۲۸ر مئی ۲۰۱۳ء
- چیچہ وطنی میں مولوی محمد رضوان اسلم اور حافظ محمد یاسر اسلم کی والدہ ماجدہ 19 ر جون کو لاہور میں انتقال فرما گئیں
- چیچہ وطنی جماعت کے قدیم ساتھی، بھائی محمد حسین کے چھوٹے بھائی محمد سعید (عزیزم) عرفان سعید کے والدِ گرامی ۳ر جون کو انتقال فرما گئے۔
- قاری عبدالغفار نقشبندی صاحب ۲۱ر مئی کو جلالپور پیروالہ میں انتقال کر گئے
- چیچہ وطنی مجلس احرار اسلام کے قدیمی رفیق جناب حافظ محمد انور (2-4812) کی ہمشیر صاحبہ ۲۴ر جون کو انتقال کر گئیں۔

کبیر والہ میں ہمارے کرم فرما محترم رانا محمد طاہر شفیق کی والدہ ماجدہ، انتقال: ۱۹ر جون ۲۰۱۳ء بروز جمعہ

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے، حسنات قبول فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ پسماندگان کو صبرِ جمیل سے نوازے۔ (آمین) قارئین سے درخواست ہے کہ ایصال ثواب اور دعاءِ مغفرت کا خصوصی اہتمام فرمائیں (ادارہ)

دعائے صحت

- چیچہ وطنی جماعت کے سابق صدر حکیم شیخ محمد رفیق خادم شدید علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام ملتان کے قدیم کارکن عزیز الرحمٰن سنجرانی علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام ملتان کے مخلص کارکن محمد بشیر چغتائی علیل ہیں
- مجلس احرار اسلام ملتان کے نہایت مخلص کارکن بھائی سعید احمد کے والد علیل ہیں

احباب و قارئین سے دعائے صحت کی درخواست ہے (ادارہ)

نقشہ برائے ادائیگی زکوٰۃ

مولانا اعجاز صمدانی

(الف) وہ اثاثے جن پر زکوٰۃ واجب ہے:

(۱)	سونا (خواہ کسی شکل میں ہو) ---------------------------------- مثلاً اِس کی قیمت:-	50,000/-
(۲)	چاندی (خواہ کسی شکل میں ہو) ---------------------------------- // ----------	10,000/-
(۳)	مالِ تجارت یعنی بیچنے کی حتمی نیت سے خریدا ہوا مال، مکان، زمین (۱) ------------------	300,000/-
(۴)	بینک میں جمع شدہ رقم --	100,000/-
(۵)	اپنے پاس موجود نقد رقم --	100,000/-
(۶)	ادھار رقم (جس کے ملنے کا غالب گمان ہو) خواہ نقد رقم کی صورت میں دی ہو یا مالِ تجارت بیچنے کی وجہ سے واجب ہوئی ہو ------------	50,000/-
(۷)	غیر ملکی کرنسی (موجودہ ریٹ سے) --	10,000/-
(۸)	کمپنی کے شیئرز جو تجارت (Capital Gain) کی نیت سے خریدے ہوں۔ ان کی پوری قیمت (موجودہ مارکیٹ ویلیو) --	50,000/-
(۹)	جو شیئرز نفع (Dividend) کی غرض سے خریدے گئے، ان میں کمپنی کے ناقابل زکوٰۃ اثاثے (Operating Assets) جیسے بلڈنگ، مشینری وغیرہ کو منہا کیا جاسکتا ہے۔ (اور بہتر یہ ہے کہ احتیاطاً ان کی پوری قیمت لگائی جائے) ---------------------------	50,000/-
(۱۰)	بچت سرٹیفکیٹ جیسے FEBC, NDFC, NIT (صرف اصل رقم پر زکوٰۃ ہوگی) (۲) ---	100,000/-
(۱۱)	کسی جگہ اپنی امانت رکھوائی ہوئی رقم، سونا، چاندی، مالِ تجارت ------------------------	10,000/-

(۱) اگر بیچنے کی نیت نہ ہو بلکہ کرایہ پر دے کر کمانے کی نیت ہو یا ویسے ہی سرمایہ محفوظ کرنے کے لیے کوئی جائیداد خریدی تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(۲) اگرچہ موجودہ حالات میں ان کا خریدنا جائز نہیں۔

(۱۲) کمیٹی (بیسی) میں اپنی جمع شدہ رقم۔(جبکہ بیسی وصول نہ ہوئی ہو) -------------------- 10,000/-

(۱۳) خام مال جو مصنوعات بنا کر فروخت کرنے کے لیے خریدا گیا ---------------------- 200,000/-

(۱۴) تیار شدہ مال کا اسٹاک -- 20,000/-

(۱۵) کاروبار میں شراکت کے بقدر حصہ (قابل زکوٰۃ اثاثوں کی مالیت مع نفع) --------------- 50,000/-

کل مالِ زکوٰۃ کی مالیت رقم کی شکل میں -------- 11,10,000/-

(ب) جو رقم منہا کی جائے گی:

(۱) واجب الاداء قرضہ(۱) ---------------------------------- مثلاً ---------------- 10,000/-

(۲) کمیٹی (بیسی) کے بقایاجات۔(اگر یہ کمیٹی مل چکی ہو) --------- // ---------------- 100,000/-

(۳) یوٹیلیٹی بلز جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکے ہوں ------ // ------------------ 10,000/-

(۴) پارٹیوں کی ادائیگیاں جو ادا کرنی ہوں ---------------------- // ----------------- 100,000/-

(۵) ملازمین کی تنخواہیں، جو زکوٰۃ نکالنے کی تاریخ تک واجب ہو چکی ہوں ---------------- 100,000/-

(۶) گزشتہ سال کی زکوٰۃ کی رقم، اگر ابھی تک ذمہ باقی ہو ------------------------------- 10,000/-

(۷) قسطوں پر خریدی ہوئی چیز کی واجب الاداء قسطیں ------------------------------------ 10,000/-

---

وہ کل رقم جو منہا کی جائے گی --------- 3,80,000/-

کل مالِ زکوٰۃ (رقم) ------------ 11,10,000/-

وہ رقم جو منہا کی جائے گی ----------- -3,80,000/-

وہ رقم جس پر زکوٰۃ واجب ہے -------- 7,80,000/-

مقدار زکوٰۃ: (قابلِ زکوٰۃ رقم کو چالیس پر تقسیم کریں) ----------- 18,250/-

نوٹ: یہاں تمام رقوم کو بذریعہ مثال واضح کیا گیا ہے۔ آپ اپنے اموال کی حقیقی قیمت درج کر کے مندرجہ بالا طریقہ اختیار کریں۔ آپ ان اموال کی قیمت درج فرمائیں جو آپ کے پاس موجود ہوں اور مذکورہ نمونے کے مطابق زکوٰۃ کا حساب نکالیں۔

(۱) البتہ وہ بڑے بڑے پیداواری قرضے جن سے ناقابلِ زکوٰۃ اموال خریدے جائیں، منہا نہ ہوں گے۔(اسلام اور جدید معیشت وتجارت ص ۹۴)

مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی کے زیر اہتمام چوتھے مرکز احرار

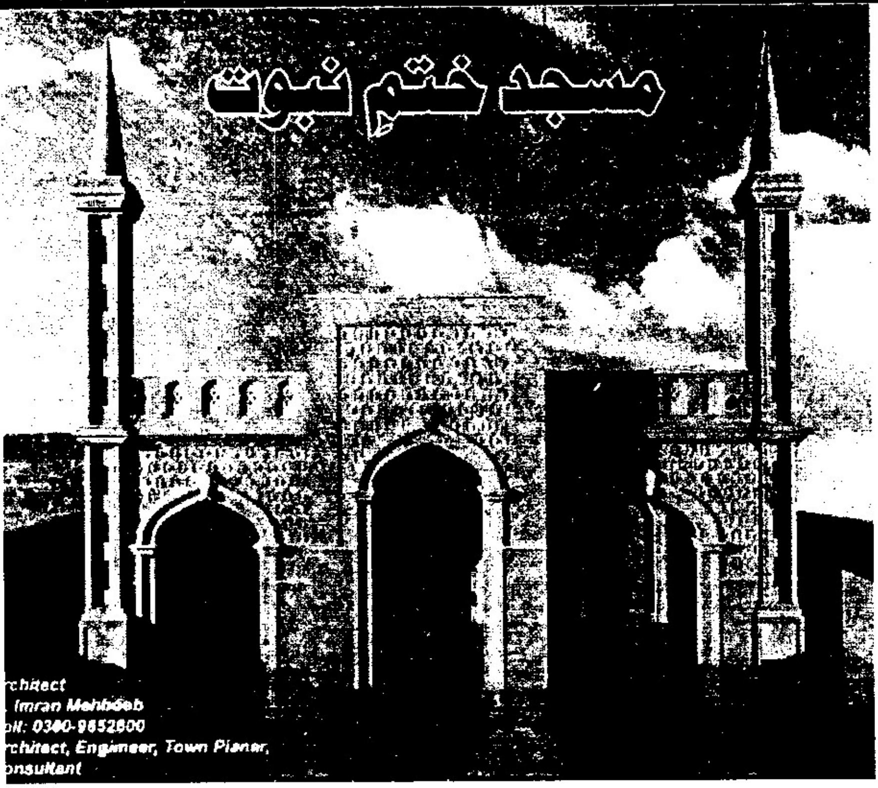

رحمٰن سٹی اوکانوالہ روڈ چیچہ وطنی کی تعمیر جاری ہے، 25 مرلے رقبہ پر مسجد، مدرسہ، دفتر، ختم نبوت اکیڈمی اور ڈسپنسری تعمیر کی جائے گی، بنیادوں کا کام مکمل ہو چکا ہے کُل لاگت کا ابتدائی تخمینہ تقریباً ایک کروڑ روپے ہے نقد یا تعمیراتی سامان دونوں شکلوں میں جملہ اہل خیر سے تعاون کی درخواست ہے!

کرنٹ اکاؤنٹ نمبر: 3-1306 | نیشنل بنک آف پاکستان

برانچ کوڈ نمبر : 0760 | جامع مسجد بازار چیچہ وطنی

ترسیل زر و رابطہ: عبداللطیف خالد چیمہ (مدیر مرکز احرار چیچہ وطنی)

دفتر دار العلوم ختم نبوت، جامع مسجد بلاک نمبر 12 چیچہ وطنی ضلع ساہیوال

منجانب: تحریک تحفظ ختم نبوت (شعبۂ تبلیغ) مجلس احرارِ اسلام چیچہ وطنی

040-5482253

0300-6939453

روح افزا
رمضان مبارک
رحمت برکت جمع کرو...
اور کیا چاہیئے!
Brands of the year Award
2011-2012
SGS
SGS
Pakistan Standards
ROOH AFZA
ہمدرد

آیئے! اللہ تعالیٰ سے دعا کے ساتھ سود اور سودی قرض کے خلاف جنگ کا آغاز کریں!

ادائیگی قرض کی دعائیں

۱) ...... حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام نے عرض کیا میں اپنے آقا کو رقم ادا کر کے جلدی آزادی چاہتا ہوں۔ آپ میری مدد فرمائیں۔ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''میں تجھے دو کلمے سکھلا دیتا ہوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکھلائے تھے۔ اگر تجھ پر پہاڑ کے برابر بھی قرض ہوگا اللہ تعالیٰ ادا کر دے گا۔ وہ کلمات یہ ہیں:

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ۔

''الٰہی! حاجتیں پوری کر میری حلال روزی سے اور بچا حرام سے اور بے پروا کر دے مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ اپنے ماسوا سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

۲) ...... حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص مقروض ہوگیا تھا۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہیں وہ کلام سکھلا دیتا ہوں کہ اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ تیرا غم دور اور قرض ادا کر دے گا، صبح وشام یہ دعا پڑھا کرو:

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْۤ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

''اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے اور آپ کی پناہ چاہتا ہوں ناتوانی اور سستی سے اور بچاؤ چاہتا ہوں آپکے ساتھ بخل اور بزدلی سے اور پناہ میں آتا ہوں آپ کی قرض کے غلبے اور لوگوں کے سخت دباؤ سے۔'' (مشکوٰۃ باب الدعوات فی الاوقات فصل دوم)

مرتبہ مولانا محمد امین معلم اسلامیات Tel:041-8814908

دعاؤں کے طالب

CARE PHARMACY
کیئر فارمیسی
Trusted Medicine Super Stores

Head Office: Canal View, Lahore

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ! فیصل آباد میں 9 برانچز آپ کی خدمت کیلئے 24 گھنٹے کھلی ہیں۔